یہ حقیقت ہے

حجۃ الاسلام والمسلمین جعفر الہادی

مترجم: محمد منیر خان لکھیم پوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا رحم کرنے والا مہربان ہے"

قال رسول الله ﷺ: "انی تارک فیکم الثقلین، کتاب الله، وعترتی اهل بیتی ما ان تمسکتم بهما لن تضلوا ابدا وانهما لن یفترقا حتیٰ یردا علیّ الحوض"۔

حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں: (ایک) کتاب خدا اور (دوسری) میری عترت اہل بیت (علیہم السلام)، اگر تم انھیں اختیار کئے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہوگے، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پہ میرے پاس پہنچیں"۔

(صحیح مسلم: ۱۲۲/۷، سنن دارمی: ۴۳۲/۲، مسند احمد: ج ۳، ۱۴، ۱۷، ۲۶، ۵۹، ۳۶۶/۴، ۳۷۱، ۱۸۲/۵، ۱۸۹، مستدرک حاکم: ۱۰۹/۳، ۱۴۸، ۵۳۳، وغیرہ)

یہ حقیقت ہے

حجۃ الاسلام والمسلمین آقای جعفر الہادی

مترجم: محمد منیر خان لکھیم پوری

مجمع جہانی اہل بیت علیہم السلام

هادی، جعفر
یہ حقیقت ہے / جعفر الہادی؛ مترجم محمد منیر خان لکھیم
پوری. قم: مجمع جہانی اہل بیت (ع)، ۱۴۲۶ق = ۲۰۰۵م = ۱۳۸۴.
۶۴ ص.
ISBN 964-529-032-5
فہرستنویسی بر اساس اطلاعات فیپا.
عنوان اصلی: الحقیقة کما هی.
اردو.
کتابنامه به صورت زیرنویس.
۱. شیعه — عقاید. ۲. شیعه — دفاعیه‌ها و ردیه‌ها. ۳. شیعه —
تاریخ. الف. لکھیم پوری، محمد منیر خان، مترجم. ب. مجمع
جهانی اهل بیت (ع). ج. عنوان.
BP۲۱۱/۵/ھ۱۷ح۷۰۴۶ ۲۹۷/۴۱۷۲
۱۳۸۴
کتابخانه ملی ایران ۸۴-۲۵۴۹۵م

الحقیقة کما هی
تألیف: آقای جعفر الهادی

کتاب کا نام: یہ حقیقت ہے
مؤلف: حجۃ الاسلام والمسلمین آقای جعفر الہادی
مترجم: محمد منیر خان لکھیم پوری
نظر ثانی: سید کمیل اصغر زیدی
پیشکش: معاونت فرہنگی، ادارۂ ترجمہ
کمپوزنگ: المرسل
ناشر: مجمع جہانی اہل بیت (ع)
طبع اول: ۱۴۲۶ھ ۲۰۰۵ء
تعداد: ۳۰۰۰
مطبع: اعتماد
شابک: ۹۶۴-۵۲۹-۰۳۲-۵
www.ahl-ul-bayt.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرف اول

جب آفتاب عالم تاب افق پر نمودار ہوتا ہے کائنات کی ہر چیز اپنی صلاحیت و ظرفیت کے مطابق اس سے فیضیاب ہوتی ہے حتی ننھے ننھے پودے اس کی کرنوں سے سبزی حاصل کرتے اور غنچہ وکلیاں رنگ ونکھار پیدا کر لیتی ہیں تاریکیاں کافور اور کوچہ و راہ اجالوں سے پرنور ہو جاتے ہیں، چنانچہ متمدن دنیا سے دور عرب کی سنگلاخ وادیوں میں قدرت کی فیاضیوں سے جس وقت اسلام کا سورج طلوع ہوا، دنیا کی ہر فرد اور ہر قوم نے قوت و قابلیت کے اعتبار سے فیض اٹھایا۔

اسلام کے مبلغ و موسس سرور کائنات حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار حراء سے مشعل حق لے کر آئے اور علم و آگہی کی پیاسی اس دنیا کو چشمۂ حق و حقیقت سے سیراب کر دیا، آپ کے تمام الٰہی پیغامات ایک ایک عقیدہ اور ایک ایک عمل فطرت انسانی سے ہم آہنگ ارتقائے بشریت کی ضرورت تھا، اس لئے ۲۳ برس کے مختصر عرصے میں ہی

اسلام کی عالم تاب شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں اور اس وقت دنیا پر حکمراں ایران وروم کی قدیم تہذیبیں اسلامی قدروں کے سامنے ماند پڑ گئیں، وہ تہذیبی اصنام جو صرف دیکھنے میں اچھے لگتے ہیں اگر حرکت وعمل سے عاری ہوں اور انسانیت کو سمت دینے کا حوصلہ، ولولہ اور شعور نہ رکھتے تو مذہب عقل و آگہی سے روبرو ہونے کی توانائی کھو دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ کہ ایک چوتھائی صدی سے بھی کم مدت میں اسلام نے تمام ادیان ومذاہب اور تہذیب وروایات پر غلبہ حاصل کرلیا۔

اگر چہ رسول اسلام ﷺ کی یہ گرانبہا میراث کہ جس کی اہل بیت علیہم السلام اور ان کے پیروؤں نے خود کو طوفانی خطرات سے گزار کر حفاظت و پاسبانی کی ہے، وقت کے ہاتھوں خود فرزندان اسلام کی بے توجہی اور ناقدری کے سبب ایک طویل عرصے کے لئے تنگنائیوں کا شکار ہو کر اپنی عمومی افادیت کو عام کرنے سے محروم کردی گئی تھی، پھر بھی حکومت وسیاست کے عتاب کی پروا کئے بغیر مکتب اہل بیت علیہم السلام نے اپنا چشمۂ فیض جاری رکھا اور چودہ سو سال کے عرصے میں بہت سے ایسے جلیل القدر علماء و دانشور دنیائے اسلام کو تقدیم کئے جنھوں نے بیرونی افکار ونظریات سے متاثر اسلام و قرآن مخالف فکری ونظری موجوں کی زد پر اپنی حق آگین تحریروں اور تقریروں سے مکتب اسلام کی پشت پناہی کی ہے اور ہر دور اور ہر زمانے میں ہر قسم کے شکوک و شبہات کا ازالہ کیا ہے، خاص طور پر عصر حاضر میں اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد ساری دنیا کی نگاہیں ایک بار پھر اسلام و قرآن اور مکتب اہل بیت علیہم السلام کی طرف

اٹھی اور گڑی ہوئی ہیں، دشمنان اسلام اس فکری و معنوی قوت واقتدار کو توڑنے کے لئے اور دوستداران اسلام اس مذہبی اور ثقافتی موج کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑنے اور کامیاب و کامراں زندگی حاصل کرنے کے لئے بے چین و بے تاب ہیں، یہ زمانہ علمی اور فکری مقابلے کا زمانہ ہے اور جو مکتب بھی تبلیغ اور نشر واشاعت کے بہتر طریقوں سے فائدہ اٹھا کر انسانی عقل وشعور کو جذب کرنے والے افکار ونظریات دنیا تک پہنچائے گا، وہ اس میدان میں آگے نکل جائے گا۔

(عالمی اہل بیت کونسل) مجمع جہانی اہل بیت علیہم السلام نے بھی مسلمانوں خاص طور پر اہل بیت عصمت وطہارت کے پیروؤں کے درمیان ہم فکری و یکجہتی کو فروغ دینا وقت کی ایک اہم ضرورت قرار دیتے ہوئے اس راہ میں قدم اٹھایا ہے کہ اس نورانی تحریک میں حصہ لے کر بہتر انداز سے اپنا فریضہ ادا کرے، تاکہ موجودہ دنیائے بشریت جو قرآن وعترت کے صاف وشفاف معارف کی پیاسی ہے زیادہ سے زیادہ عشق و معنویت سے سرشار اسلام کے اس مکتب عرفان وولایت سے سیراب ہوسکے، ہمیں یقین ہے عقل وخرد پر استوار ماہرانہ انداز میں اگر اہل بیت عصمت وطہارت کی ثقافت کو عام کیا جائے اور حریت وبیداری کے علمبردار خاندان نبوتؐ ورسالت کی جاوداں میراث اپنے صحیح خدوخال میں دنیا تک پہنچادی جائے تو اخلاق وانسانیت کے دشمن، انانیت کے شکار، سامراجی خوں خواروں کی نام نہاد تہذیب وثقافت اور عصر حاضر کی ترقی یافتہ جہالت سے تھکی ماندی آدمیت کو امن ونجات کی دعوتوں کے ذریعہ امام عصر

(عج) کی عالمی حکومت کے استقبال کے لئے تیار کیا جا سکتا ہے۔

ہم اس راہ میں تمام علمی و تحقیقی کوششوں کے لئے محققین و مصنفین کے شکر گزار ہیں اور خود کو مؤلفین و مترجمین کا ادنیٰ خدمتگار تصور کرتے ہیں، زیر نظر کتاب، مکتب اہل بیت علیہم السلام کی ترویج و اشاعت کے اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، فاضل علام آقای شیخ جعفر الہادی کا گرانقدر رسالہ "الحقیقة کما ھی" کو فاضل جلیل مولانا محمد منیر خان صاحب لکھیم پوری نے اردو زبان میں اپنے ترجمہ سے آراستہ کیا ہے جس کے لئے ہم دونوں کے شکر گزار ہیں اور مزید توفیقات کے آرزومند ہیں، اسی منزل میں ہم اپنے تمام دوستوں اور معاونین کا بھی صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جنھوں نے اس رسالے کے منظر عام تک آنے میں کسی بھی عنوان سے زحمت اٹھائی ہے، خدا کرے کہ ثقافتی میدان میں یہ ادنیٰ جہاد رضائے مولیٰ کا باعث قرار پائے۔

والسلام مع الاکرام

مدیر امور ثقافت، مجمع جہانی اہل بیت علیہم السلام

باہمی شناخت کی ضرورت

﴿وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا﴾(۱)

اور پھر تم میں شاخیں اور قبیلے قرار دے ہیں تا کہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچان سکو۔

اسلام جب آیا تو لوگ آپس میں متفرق اور مختلف گروہوں میں بٹے ہوئے ہی نہیں تھے، بلکہ ایک دوسرے سے لڑائی، جھگڑے اور خون خرابے میں مبتلا تھے، مگر اسلامی تعلیمات کے طفیل میں آپسی دشمنی اور ایک دوسرے سے اجنبیت کی جگہ میل جول اور عداوت کی جگہ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون اور قطع تعلق کی جگہ قربت پیدا ہوئی، اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملت اسلامیہ ایک عظیم امت کی شکل میں سامنے آئی، جس

---

(۱) سورہ حجرات ۱۳۔

نے (اس وقت) عظیم اسلامی تہذیب وتمدن کو پیش کیا، اور اسلام سے وابستہ گروہوں کو ہر ظالم وجابر سے بچالیا، اور ان کی پشت وپناہی کی، جس کی بنا پر یہ امت تمام اقوام عالم میں محترم قرار پائی، اور سرکش جابروں کی نگاہوں میں رعب ودبدبہ اور ہیبت کے ساتھ ظاہر ہوئی۔

لیکن یہ سب چیزیں نہیں وجود میں آئیں مگر امت مسلمہ کے درمیان آپس کا اتحاد ووحدت اور تمام گروہوں کا باہمی ارتباط رکھنے کی بنا پر، جو کہ دین اسلام کے سایہ میں حاصل ہوا تھا، حالانکہ ان سب کی شہریت، رائے، ثقافت، پہچان، اور تقلید الگ الگ تھی، البتہ اصول واساس، فرائض وواجبات میں اتفاق واتحاد کافی حد تک موجود تھا، یقینا وحدت قوت، اور اختلاف کمزوری ہے۔

بہرحال یہ مسئلہ اسی طرح جاری رہا یہاں تک کہ باہمی جان پہچان اور آپسی میل جول کی جگہ اختلافات نے لے لی، اور تفاہم کی جگہ ایک دوسرے سے منافرت آگئی، اور ایک گروہ دوسرے گروہ کے بارے میں کفر کے فتوے دینے لگا، اس طرح فاصلے پر فاصلے بڑھتے گئے، جس کی وجہ سے جو رہی سہی عزت تھی وہ بھی رخصت ہوگئی، اور مسلمانوں کی ساری شان وشوکت ختم ہوگئی اور سارا رعب ودبدبہ جاتا رہا، اور حالت یہ ہوئی کہ قیادت کی علمبردار قوم سرکشوں کے ہاتھوں ذلت ورسوائی اٹھانے پر مجبور ہوگئی، یہاں تک کہ ان کی نشو ونما کے دہانوں میں لومڑی اور بھیڑیے صفت افراد قابض ہوگئے، یہی نہیں بلکہ ان کے گھروں کے اندر تمام عالم کی برائیاں، ملعون اشخاص اور

نوع بشر کے مبغوض ترین افراد گھس آئے، نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کا سارا مال ومنال لوٹ لیا گیا، اور ان کے مقدسات کی توہین ہونے لگی، اور ان کی عزتیں فاسقوں و فاجروں کی مرہون منت ہوگئیں، اور تنزلی کے بعد تنزلی، انحطاط کے بعد انحطاط، اور شکست کے بعد شکست ہونے لگی، کہیں اندلس میں شکست فاش، کہیں بخارا، سمرقند، تاشقند، بغداد، ماضی اور حال میں، اور فلسطین اور افغانستان میں ہار پہ ہار کا سامنا کرنا پڑا۔

اور حال یہ ہوگیا کہ لوگ مدد کیلئے بلاتے تھے لیکن کوئی جواب دینے والا نہ تھا، فریاد کرنے والے تھے مگر کوئی فریادرس نہ تھا۔

ایسا کیوں ہوا، اس لئے کہ مرض کچھ اور تھا اور اس کی دوا اور، اللہ نے تمام امور کی باگ ڈور ان کے ظاہری اسباب پر چھوڑ رکھی ہے، کیا اس امت کی اصلاح اس چیز کے علاوہ کسی اور چیز سے بھی ہوسکتی ہے کہ جس سے ابتداء میں ہوئی تھی؟

آج امت اسلام اپنے خلاف کئے جانے والے سماجی، عقیدتی اور وحدت کے مخالف شدید اور سخت ترین حملہ سے جوجھ رہی ہے، مذہبی میدانوں میں اندر سے اختلاف کیا جارہا ہے، اجتہادی چیزوں کو اختلافی چیز کے طور پر پیش کیا جارہا ہے، اور یہ حملہ ایسا ہے کہ اس کا ثمرہ اور اس کے (برے) نتائج ظاہر ہونے ہی والے ہیں، کیا ایسے موقع پر ہم لوگوں کے لئے سزاوار نہیں کہ اپنی وحدت کی صفوں کو متصل رکھیں، اور آپسی تعلقات کو محکم استوار کریں؟ ہم مانتے ہیں کہ اگر چہ ہمارے بعض مذہبی

رسومات جدا جدا ہیں مگر ہمارے درمیان بیشتر چیزیں ایسی ہیں جو مشترک ہیں جیسے کتاب وسنت جو کہ ہمارا مرکز اور سرچشمہ ہیں وہ مشترک ہیں، توحید ونبوت، آخرت پر سب کا ایمان ہے، نماز وروزہ، حج وزکاۃ، جہاد، اور حلال وحرام یہ سب حکم شریعت ہیں جو سب کیلئے مشترک ہیں، نبی اکرمؐ اور ان کی آل سے محبت، اور ان کے دشمنوں سے نفرت کرنا ہمارے مشترکات میں سے ہیں، البتہ اس میں کمی یا زیادتی ضرور پائی جاتی ہے، کوئی زیادہ محبت ودشمنی کا دعویٰ کرتا ہے اور کوئی کم، لیکن یہ ایسا ہی ہے جیسے کہ ایک ہاتھ کی تمام انگلیاں آخر میں ایک ہی جگہ (جوڑ سے) جاکر ملتی ہیں، حالانکہ یہ طول وعرض اور شکل وصورت میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں، یا اس کی مثال ایک جسم جیسی ہے، جس کے اعضاء وجوارح مختلف ہوتے ہوئے ہیں، مگر بشری فطرت کے مطابق جسمانی پیکر کے اندر ان میں ہر ایک کا کردار جدا جدا ہوتا ہے اور ان کی شکلوں میں اختلاف پایا جاتا ہے، مگر اس کے باوجود وہ ایک دوسرے کے معاون ہوتے ہیں اور ان کا مجموعہ ایک ہی جسم کہلاتا ہے۔

چنانچہ بعید نہیں کہ امت اسلامیہ کی تشبیہ جو "ید واحد" اور ایک بدن سے دی گئی ہے اس میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہو۔

سابق میں مختلف اسلامی فرقوں اور مذاہب کے علماء ایک دوسرے کیساتھ بغیر کسی اختلاف وتنازعہ کے زندگی گزارتے تھے، بلکہ ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون اور مدد کیا کرتے تھے، حتی بعض نے ایک دوسرے کی کلامی یا فقہی کتابوں کے شرح تک کی

ہے، اور ایک دوسرے سے شرف تلمذ حاصل کیا، یہاں تک کہ بعض تو دوسرے کی تکریم کی بنا پر بلند ہوئے، اور ایک دوسرے کی رائے کی تائید کرتے، بعض بعض کو اجازۂ روایت دیتے، یا ایک دوسرے سے اجازۂ نقل روایت لیتے تھے تاکہ ان کے فرقے اور مذہب کی کتابوں سے روایت نقل کرسکیں، اور ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے، اور انھیں امام بناتے، دوسرے کو زکاۃ دیتے، ایک دوسرے کے مذہب کو مانتے تھے، خلاصہ یہ کہ تمام گروہ بڑے پیار ومحبت سے ایک دوسرے کے ساتھ ایسے زندگی گزارتے تھے، یہاں تک کہ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جیسے ان کے درمیان کوئی اختلاف ہی نہیں ہے، جبکہ ان کے درمیان تنقیدیں اور اعتراضات بھی ہوتے تھے لیکن یہ تنقیدیں مہذب اور مؤدب انداز میں کسی علمی موضوعی رد ہوتی تھی۔

اس کے لئے زندہ اور تاریخی دلیلیں موجود ہیں، جو اس عمیق اور وسیع تعاون پر دلالت کرتی ہیں، مسلم علماء نے اسی تعاون کے ذریعہ اسلامی ثقافت اور میراث کو سیراب کیا ہے، انھیں چیزوں کے ذریعہ مذہبی آزادی کے میدان میں انھوں نے تعجب آور مثالیں قائم کی ہیں بلکہ وہ اسی تعاون کے ذریعہ دنیا میں قابل احترام قرار پائے ہیں۔

یہ مشکل مسئلہ نہیں ہے کہ علمائے امت مسلمہ ایک جگہ جمع نہ ہوسکیں، اور صلح وصفائی سے کسی مسئلے میں بحث ومباحثہ نہ کرسکیں، اور کسی اختلافی مسئلے میں اخلاص وصدق نیت کے ساتھ غور وخوض نہ کرسکیں، نیز ہر گروہ کی دلیلوں اور براہین کو نہ پہچان سکیں۔

جیسے یہ بات کتنی معقول اور حسین ہے کہ ہر فرقہ اپنے عقائد اور فقہی وفکری موقف کو آزادانہ طور پر اور واضح فضا میں پیش کرے، تا کہ ان کے خلاف جو اتہام، اعتراض خصومت اور بیجا جوش میں آنے کا جو امور سبب بنتے ہیں وہ واضح اور روشن ہو جائیں، اور اس بات کو بھی جان لیں کہ ہمارے درمیان مشترک، اور اختلافی مسائل کیا ہیں تا کہ اس سے لوگ جان لیں کہ مسلمانوں کے درمیان ایسی چیزیں زیادہ ہیں جن پر سب کا اتفاق ہے، اور ان کے مقابلہ میں اختلافی چیزیں کم ہیں، اس سے مسلمانوں کے درمیان موجود اختلاف کے فاصلے کم ہوں گے اور وہ ایک دوسرے کے نزدیک آجائیں گے۔

یہ رسالہ اسی راستہ کا ایک قدم ہے، تا کہ حقیقت روشن ہو جائے، اور اس کو سب لوگ اچھی طرح پہچان لیں، بیشک اللہ توفیق دینے والا ہے۔

فرقۂ امامیہ جعفریہ

۱۔ دور حاضر میں امامیہ فرقہ مسلمانوں کا ایک بڑا فرقہ ہے، جس کی کل تعداد مسلمانوں کے تقریباً ایک چوتھائی ہے، اور اس فرقہ کی تاریخی جڑیں صدر اسلام کے اس دن سے شروع ہوتی ہیں کہ جس دن سورہ بینہ کی یہ آیت نازل ہوئی تھی:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ﴾ (۱)

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح انجام دیا وہی بہترین مخلوق ہیں۔

چنانچہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ علی علیہ السلام کے شانے پر رکھا اس وقت اصحاب بھی وہاں موجود تھے، اور آپ نے فرمایا:

"یا عَلِیُّ اَنْتَ وَ شِیْعَتُکَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ"

---

(۱) سورہ بینہ، آیت: ۷.

اے علی تو اور تیرے شیعہ بہترین مخلوق ہیں۔

مذکورہ آیت کی تفسیر کے ذیل میں دیکھئے تفسیر طبری (جامع البیان) درمنثور مؤلفہ علامہ جلال الدین سیوطی شافعی تفسیر روح المعانی مؤلفہ آلوسی بغدادی شافعی

اسی وجہ سے یہ فرقہ۔ جو کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی فقہ میں ان کا پیرو ہونے کی بنا پر ان کی طرف منسوب ہے۔ شیعہ فرقہ کے نام سے مشہور ہوا۔

۲۔ شیعہ فرقہ کثیر تعداد میں ایران، عراق، پاکستان اور ہندوستان میں زندگی بسر کرتا ہے، اسی طرح اس کی ایک بڑی تعداد خلیجی ممالک، ترکی، سیریا (شام)، لبنان، روس اور اس سے جدا ہونے والے جدید ممالک میں موجود ہے، نیز یہ فرقہ یورپی ممالک جیسے انگلینڈ، جرمنی، فرانس اور امریکہ، اسی طرح افریقی ممالک، اور مشرقی ایشیا میں بھی پھیلا ہوا ہے، ان مقامات پر ان کی اپنی مسجدیں اور علمی، ثقافتی اور سماجی مراکز بھی ہیں۔

۳۔ اس فرقہ کے افراد اگرچہ مختلف ممالک، قوموں اور متعدد رنگ و نسل سے تعلق رکھتے ہیں لیکن اس کے باوجود اپنے دیگر مسلمان بھائیوں کے ساتھ بڑے پیار و محبت سے رہتے ہیں، اور تمام آسان یا مشکل میدانوں میں سچے دل اور اخلاص کے ساتھ ان کا تعاون کرتے ہیں، اور یہ سب اس فرمان خدا پر عمل کرتے ہوئے انجام دیتے ہیں ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ (۱)

سورۂ حجرات، آیت ۱۰

مومنین آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

یا اس قول خدا پر عمل کرتے ہیں:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى﴾ (۱)

نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔

اور رسول اکرمؐ کے اس قول کی پابندی کرتے ہوئے

۱۔ "المسلمون ید واحد علی من سواهم"

مسلمان آپس میں ایک دوسرے کیلئے ایک ہاتھ کی طرح ہیں۔ (۲)

یا آپ کا یہ قول ان کے لئے مشعل راہ ہے

۲۔ "المؤمنون کالجسد الواحد"

مسلمان باہم ایک جسم کی مانند ہیں۔ (۳)

۴۔ پوری تاریخ اسلام میں دین خدا اور ملت اسلامیہ کے دفاع کے سلسلے میں اس فرقہ کا ایک اہم اور واضح کردار رہا ہے، جیسے اس کی حکومتوں اور ریاستوں نے اسلامی ثقافت اور تمدن کی ہمیشہ خدمت کی ہے، نیز اس فرقہ کے علاوہ دانشوروں نے اسلامی میراث کو غنی بنانے اور بچانے کے سلسلے میں مختلف علمی اور تجربی میدانوں میں جیسے

---

(۱) مائدہ، آیت ۲

(۲) مسند احمد بن حنبل، ج ۲، ص ۲۱۵

(۳) صحیح البخاری، ج ۱، کتاب الادب، ص ۷۷

تفسیر، حدیث، عقائد، فقہ، اصول، اخلاق، درایہ، رجال، فلسفہ، موعظہ، حکومت، مناجات، زبان وادب، بلکہ طب اور فیزیکس کیمیا، ریاضیات، نجوم، اوراس کے علاوہ متعدد حیاتی علوم کے بارے میں لاکھوں کتابیں تحریر کر کے اس سلسلے میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے، بلکہ بہت سے علوم کے موجد دانشور تو اسی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔(۱)

۵۔ شیعہ فرقہ معتقد ہے کہ خدا احد وصمد ہے، نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ اسے کسی نے جنم دیا ہے، اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے، اور اس سے جسمانیت، جہت، مکان، زمان، تغیر، حرکت، صعود ونزول وغیرہ جیسی صفات جو اس کی صفات کمال وجمال وجلال کے شایان وشان نہیں ہیں، ان کی نفی کرتا ہے۔

اور شیعہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور حکم اور تشریع (شریعت کا قانون بنانا) صرف اسی کے ہاتھ میں ہے، اور ہر طرح کا شرک چاہے وہ خفی ہو یا جلی ایک عظیم ظلم اور نہ بخشا جانے والا گناہ ہے۔

اور شیعوں نے یہ عقائد عقل محکم (سالم) سے اخذ کئے ہیں، جن کی تائید وتصدیق

---

(۱) دیکھئے محمد صدر کی کتاب "تاسیس الشیعة لعلوم الاسلام، الذریعة الی تصانیف الشیعة (۲۹ رجلد) مؤلفہ آقا بزرگ طہرانی کشف الظنون مؤلفہ افندی معجم المؤلفین، مؤلفہ عمر رضا کحالہ اعیان الشیعة، مؤلفہ محسن امین عاملی وغیرہ۔

کتاب خدا اور سنت شریفہ سے بھی ہوتی ہے۔

اور شیعوں نے اپنے عقائد کے میدان میں ان احادیث پر تکیہ نہیں کیا ہے جن میں اسرائیلیات (جعلی توریت اور انجیل) اور مجوسیت کی گڑھی ہوئی باتوں کی آمیزش ہے، جنھوں نے اللہ کو بشر کی مانند مانا ہے، اور وہ اس کی تشبیہ مخلوق سے دیتے ہیں، یا پھر اس کی طرف ظلم وجور، اور لہو وعبث جیسے افعال کی نسبت دیتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالی ان تمام باتوں سے نہایت بلند وبرتر ہے، یا یہ لوگ خدا کے پاک وپاکیزہ معصوم نبیوں کی طرف برائیوں اور قبیح باتوں کی نسبت دیتے ہیں۔

۶۔شیعہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدا عادل اور حکیم ہے، اور اس نے عدل وحکمت سے خلق کیا، چاہے وہ جماد ہو یا نبات، حیوان ہو یا انسان، آسمان ہو یا زمین، اس نے کوئی شے عبث خلق نہیں کی ہے، کیونکہ عبث (فضول یا بیکار ہونا) نہ تنہا اس کے عدل وحکمت کے منافی ہے بلکہ اس کی اس الوہیت سے بھی منافی ہے جس کا لازمہ یہ ہے کہ خداوند متعال کے لئے تمام کمالات کا اثبات کیا جائے، اور اس سے ہر قسم کے نقص کی نفی کی جائے۔

۷۔شیعہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خداوند متعال نے عدل وحکمت کے ساتھ ابتدائے خلقت ہی سے اس کی طرف انبیاء اور رسولوں کو معصوم بنا کر بھیجا، اور پھر انھیں وسیع علم سے آراستہ کیا جو وحی کے ذریعہ اللہ کی جانب سے انھیں عطا کیا گیا، اور یہ سب کچھ نوع بشر کی ہدایت اور اسے اس کے گمشدہ کمال تک پہنچانے کیلئے تھا تاکہ اس کے ذریعہ

ایسی جماعت کی طرف بھی اس کی راہنمائی ہو جائے جو اسے جنتی بنانے کے ساتھ ساتھ پروردگار کی خوشنودی اور اس کی رحمت کا مستحق قرار دے، اور ان انبیاء و مرسلین کے درمیان آدم، نوح، ابراہیم، عیسیٰ، موسیٰ، اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سب سے مشہور ہیں، جن کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے، یا جن کے اسماء اور حالات سنت شریفہ میں ذکر ہوئے ہیں۔

۸۔ شیعوں کا عقیدہ ہے کہ جو اللہ کی اطاعت کرے، اس کے اوامر کو نافذ کرے، اور زندگی کے ہر شعبہ میں اس کے قوانین پر عمل کرے وہ نجات یافتہ اور کامیاب ہے، اور وہی مستحق مدح و ثواب ہے، چاہے وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، اور جس نے خدا کی نافرمانی کی اور اس کے اوامر کو نہیں پہچانا، اور اللہ کے احکام کے بجائے دوسروں کے احکام کے بندھن میں بندھ گیا، وہ مستحق مذمت اور ہلاک شدہ اور گھاٹا اٹھانے والوں میں سے ہے، چاہے وہ قریشی سید ہی کیوں نہ ہو، جیسا کہ پیغمبر اسلام ﷺ کی حدیث شریف میں آیا ہے۔

شیعہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ثواب و عقاب ملنے کی جگہ روز قیامت ہے جس دن حساب وکتاب، میزان و جنت و نار سب کے سامنے ہوں گے، اور یہ مرحلہ برزخ اور عالم قبر کے بعد ہوگا، نیز عقیدہ تناسخ جس کے منکرین معاد قائل ہیں، اس کو شیعہ باطل قرار دیتے ہیں کیونکہ عقیدۂ تناسخ سے قرآن کریم اور حدیث مطہرہ کی تکذیب لازم آتی

ہے۔

۹۔ شیعہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ انبیاء و مرسلین کی آخری فرد اور ان سب سے افضل نبی حضرت محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہیں، جنھیں خداوند متعال نے ہر خطا اور لغزش سے محفوظ رکھا اور ہر گناہ صغیرہ و کبیرہ سے معصوم قرار دیا چاہے وہ قبل نبوت ہو یا بعد نبوت، چاہے تبلیغ کا مرحلہ ہو یا تبلیغ کے علاوہ کوئی اور کام ہو، اور ان کے اوپر قرآن کریم نازل کیا، تاکہ وہ حیات بشری کیلئے ایک دائمی دستور العمل قرار پائے، اس رسول اسلام نے رسالت کی تبلیغ کی اور امانت کو صداقت و اخلاص کے ساتھ لوگوں تک پہنچا دیا، اور اس اہم اور قیمتی راستے میں ہر ممکن کوشش کی، شیعہ حضرات کے یہاں رسول اسلام کی شخصیت، آپ کے خصوصیات، معجزات اور آپ کے حالات سے متعلق سینکڑوں کتابیں موجود ہیں۔

بطور نمونہ دیکھئے کتاب "الارشاد" مؤلفہ شیخ مفید" اعلام الوری، اعلام الہدیٰ مؤلفہ طبری موسوعہ (معجم) بحار الانوار مؤلفہ علامہ مجلسی اور موجودہ دور کی، موسوعۃ الرسول المصطفیٰ، مؤلفہ حسن خاتمی۔

۱۰۔ شیعوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر جبرئیل امین کے ذریعہ نازل ہوا، جسے کچھ بزرگ صحابہ نے رسول اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دور نبوت میں ہی آپ کے حکم سے مدوّن کیا، جن میں سرفہرست حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں، ان حضرات نے بڑی محنت و مشقت کے ساتھ اس کو لفظ بہ لفظ بھی یاد کیا اور اس کے حروف وکلمات نیز سورے اور آیات کی تعداد بھی مشخص اور معین کردی،

اس طرح یہ ایک نسل کے بعد دوسری نسل تک منتقل ہوتا آ رہا ہے، اور آج مسلمانوں کے تمام فرقے رات و دن اس کی تلاوت کرتے ہیں، نہ اس میں کوئی زیادتی ہوئی اور نہ ہی کوئی کمی، یہ ہر قسم کی تحریف و تبدیلی سے محفوظ ہے، شیعہ حضرات کے یہاں اس بارے میں بھی متعدد چھوٹی اور بڑی کتابیں موجود ہیں۔(۱)

۱۱۔ شیعہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو آپ نے حضرت علی علیہ السلام کو تمام مسلمانوں کی رہبری کیلئے اپنا خلیفہ اور لوگوں کے لئے امام کے طور پر منصوب کیا، تا کہ علیؑ ان کی سیاسی قیادت اور فکری راہنمائی فرمائیں، اور ان کی مشکلوں کو حل کریں، اور ان کے نفوس کا تزکیہ اور ان کی تربیت کریں، اور یہ سب خدا کے حکم سے مقام غدیر خم میں رسول کی حیات کے آخری دور اور حج آخر کے بعد، ان مسلمان حاجیوں کے جم غفیر کے درمیان انجام پایا جو آپ کے ساتھ اسی وقت حج کر کے واپس آ رہے تھے، جن کی تعداد بعض روایات کی بنا پر ایک لاکھ تک پہنچتی ہے، اور اس مناسبت پر متعدد آیتیں نازل ہوئیں۔(۲)

---

(۱) تاریخ قرآن، زنجانی، التمہید فی علوم القرآن، مؤلفہ محمد ہادی معرفت وغیرہ وغیرہ

(۲) ﴿یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالته والله یعصمک من الناس﴾ سورہ مائدہ، آیت ۶۷

دوسری آیت یہ آیت بھی اسی سلسلے میں نازل ہوئی

اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے علی علیہ السلام کے ہاتھوں پر لوگوں سے بیعت طلب کی، چنانچہ تمام لوگوں نے علی کی بیعت کی، اور ان بیعت کرنے والوں میں سب سے آگے مہاجرین و انصار کے بزرگ اور مشہور صحابہ تھے، مزید تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب "الغدیر" جس میں علامہ امینی نے مسلمانوں کے تفسیری، اور تاریخی مصادر و مآخذ سے اس واقعہ کو نقل کیا ہے۔

۱۲۔ شیعوں کا عقیدہ ہے کہ چونکہ رسول اکرم ﷺ کے بعد امام کی ذمہ داری وہی ہے جو نبی کی ہوتی ہے جیسے امت کی قیادت و ہدایت، تعلیم و تربیت، تبیین احکام اور ان کی مشکلات کا حل کرنا، نیز سماجی اہم امور کا حل کرنا، لہذا یہ ضروری ہے کہ امام اور خلیفہ ایسا ہونا چاہئے کہ لوگ اس پر بھروسہ اور اعتبار کرتے ہوں، تا کہ وہ امت کو امن و امان کے ساحل تک پہونچا سکے، پس امام تمام صلاحیتوں اور صفات میں نبی جیسا ہونا چاہئے، (جیسے عصمت اور وسیع علم) کیونکہ امام کے فرائض بھی نبی کی طرح ہوتے

﴿الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا﴾ سورہ مائدہ، آیت ۳

﴿الیوم یئس الذین کفروا من دینکم فلا تخشوهم واخشون﴾ سورہ مائدہ، آیت ۳

نیز یہ آیت بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے

﴿سأل سائل بعذاب واقع ☆ للکافرین لیس له دافع﴾ سورہ معارج، آیت ۲

ہیں، البتہ وحی اور نبوت کے علاوہ، کیونکہ نبوت حضرت محمد بن عبداللہ ﷺ پر ختم ہوگئی، آپ ہی خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں، نیز آپ کا دین خاتم الادیان، اور آپ کی شریعت خاتم شرائع اور کتاب خاتم الکتب ہے، نہ آپ کے بعد کوئی نبی، اور نہ آپ کے دین کے بعد کوئی دین، اور اسی طرح نہ آپ کی شریعت کے بعد کوئی شریعت آئیگی۔ (شیعوں کے پاس اس میدان میں بھی متعدد اور متنوع ضخیم اور فکری واستدلالی کتابیں موجود ہیں)

۱۳۔ شیعوں کا عقیدہ ہے کہ امت کو سیدھی راہ پر چلانے والے معصوم قائد اور رول کی ضرورت، اس بات کی متقضی اور طلبگار ہے کہ رسول کے بعد امامت اور خلافت کا منصب صرف علی پر ہی نہ ٹھہر جائے، بلکہ قیادت کے اس سلسلے کو طویل مدت تک قائم رہنا ضروری ہے، تا کہ اسلام کی جڑیں مضبوط اور اس کی بنیادیں محفوظ ہو جائیں، اور جو خطرات اس کے اصول اور قواعد ہی کو نہیں بلکہ ہر الٰہی عقیدے، اور خدائی نظام کے سامنے منہ کھولے کھڑے ہیں ان سے اس کو بچایا جاسکے اور اس کے لئے تمام ائمہ (مختلف ومتعدد ادوار میں امت کی رہبری کرکے اپنی سیرت، تجربات اور مہارت کا) ایک عملی نمونہ اور پروگرام پیش کرسکیں جس کی مدد سے تمام حالات میں بعد میں چلتی رہی۔

۱۴۔ شیعہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نبی کریم حضرت محمد بن عبداللہ ﷺ نے اسی سبب اور اسی بلند پایہ حکمت کی بنا پر اللہ کے حکم کی خاطر علی علیہ السلام کے بعد گیارہ امام معین

فرمائے، لہٰذا حضرت علی علیہ السلام کو ملا کر کل بارہ امام ہیں، جیسا کہ ان کی تعداد کے بارے میں نبی اکرم کی حدیثوں میں وضاحت کے علاوہ تذکرہ بھی ہے کہ ان سب کا تعلق قبیلہ قریش سے ہوگا جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مختلف الفاظ کے ساتھ اس مطلب کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ البتہ ان کے نام اور خصوصیت کا تذکرہ نہیں ہے۔

" عن رسول اللہ ﷺ: ان الدین لا یزال ماضیا قائما عزیزا منیعا ما کان فیهم اثنا عشر امیرا او خلیفة، کلهم من قریش"

بخاری اور مسلم دونوں نے رسول خدا سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا بیشک دین اسلام اس وقت تک غالب، قائم اور مضبوط رہے گا جب تک اس میں بارہ امیر یا بارہ خلیفہ رہیں گے، یہ سب قریش سے ہوں گے۔

(بعض نسخوں میں بنی ہاشم بھی آیا ہے، اور کتب صحاح ستہ کے علاوہ دوسری کتب فضائل ومناقب وشعر وادب میں ان حضرات کے نام بھی مذکور ہیں۔)

یہ احادیث اگر چہ ائمہ اثنا عشر (جو کہ علی علیہ السلام اور اولاد علی علیہم السلام ہیں) کے بارے میں نص نہیں ہیں لیکن یہ تعداد اسی پر منطبق ہوتی ہے جو شیعہ عقیدہ رکھتے ہیں، اور اس کی کوئی تفسیر نہیں ہو سکتی مگر صرف وہی جو شیعہ کہتے ہیں۔ (۱)

۱۵۔ شیعوں کا جعفری فرقہ یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ ائمہ اثنا عشر (بارہ اماموں) سے مراد

(۱) مقتضب الاثر، مؤلفہ حائری بحرانی

حضرت علی ابن ابیطالب جو رسول کے چچا زاد بھائی اور آپ کی بیٹی فاطمہ زہرا ؑ کے

شوہر ہیں۔

اور حسن اور حسین ہیں (جو علی و فاطمہ ؑ کے بیٹے اور سبط رسول اسلام ﷺ ہیں)۔

زین العابدین علی بن الحسین (السجاد)۔

اس کے بعد

امام محمد بن علی (الباقر)

امام جعفر بن محمد (الصادق)

امام موسیٰ بن جعفر (الکاظم)

امام علی بن موسیٰ (الرضا)

امام محمد بن علی (الجواد التقی)

امام علی بن محمد (الہادی)

امام حسن بن علی (العسکری)

امام محمد بن الحسن (المہدی، الموعود المنتظر) ؑ ہیں۔(۱)

---

(۱) با تحقیق عرب و عجم کے (غیر شیعہ) ممتاز شعراء نے ایسے مفصل قصیدے کہے ہیں جن میں بارہ اماموں کے مکمل نام مذکور ہیں، جیسے ان شعراء کے: حسکفی، ابن طولون، فضل بن روزبہان، جامی، عطار نیشاپوری، مولوی کے قصیدے، یہ سب مذہب امام ابوحنیفہ اور امام شافعی وغیرہ کے پیرو ہیں، یہاں ہم نمونہ کے طور پر ان میں سے دو قصیدے ذکر کر رہے ہیں

یہی وہ اہل بیت ہیں جنہیں رسول خدا ﷺ نے بحکم خدا، امت اسلام کا قائد قرار

۱۔ پہلا قصیدہ جناب حسکفی حنفی کا ہے جن کا شمار چھٹی صدی ہجری کے علماء میں ہوتا ہے، کہتے ہیں

حیدر فو الحسنان بعده ثم علی وابنه محمد

اول (امام علی) حیدر اور اس کے بعد ان کے بیٹے امام حسن اور حسین ہیں

وجعفر الصادق وابن جعفر موسی ویتلوه علی السید

اس کے بعد جعفر صادق اور ان کے بیٹے امام موسیٰ کاظم ہیں، اور ان کے بعد سید و سردار علی ہیں

اعنی الرضا ثم ابنه محمد ثم علی وابنه المسدد

جنہیں امام رضا کے نام سے جانا جاتا ہے، آپ کے بعد آپ کے فرزند محمد (تقی) پھر علی، اور ان کے راست گو بیٹے

الحسن التالی ویتلو تلوه محمد بن الحسن المعتقد

یعنی حسن (عسکری) ہیں، اور ان کے بعد آپ کے بیٹے امام محمد (مہدی آخر الزمان) ہیں، جو حضرات کے بارے میں عقیدہ رکھتی ہے

قوم هم ائمتی وسادتی اسمائهم مسرودة تطرد

ایک قوم، یعنی میرے امام اور سردار ہیں، جن کے اسماء ایسے پیوستہ ہیں جن میں سے کسی ایک کو بھی چھوڑا نہیں جا سکتا

هم حجج الله علی عباده :: وهم الیه منهج ومقصد

وہ اللہ کے بندوں پر اس کی حجت ہیں، اور وہ اس تک پہنچنے کا راستہ اور مقصد ہیں

هم النهار صوم لربهم :: وفی الدیاجی رکع وسجد

وہ دنوں میں اپنے رب کیلئے روزے رکھتے ہیں، رات کی تاریکیوں میں رکوع اور سجدے میں

دیا، کیونکہ یہ تمام خطاؤں اور گناہوں سے پاک اور معصوم ہیں، یہی حضرات اپنے

مشغول رہتے ہیں

دوسرا قصیدہ جناب شمس الدین محمد بن طولون کا ہے جن کا دسویں صدی ہجری کے علماء میں شمار ہوتا ہے، کہتے ہیں

عليك بالأئمة الاثني عشر، من آل البيت المصطفى خير البشر

تم بارہ اماموں سے وابستہ رہو، جو کہ مصطفےٰ خیر البشر کی آل ہیں۔

ابو تراب حسن حسين وبغض زين العابدين شين

ابوتراب (علی) حسن، حسین اور زین العابدین کا بغض برا ہے۔

محمد الباقر كم علم درى والصادق ادع جعفرا بين الورى

محمد باقر جنھوں نے علم کے کتنے ہی ابواب کھولے، اور صادق ہیں جنہیں جعفر کے نام سے دنیا میں پکارو۔

موسى هو الكاظم وابنه علي لقبه بالرضا وقدره علي

موسیٰ جو کہ کاظم ہیں، اور ان کے بیٹے علی جن کا لقب رضا ہے، اور اس کی قدر ومنزلت بلند ہے۔

محمد التقي قلبه معمور علي النقي دره منثور

محمد تقی ہیں جن کا دل اسرار الٰہی سے معمور ہے، اور علی نقی ہیں جن کی خوبیاں چاروں طرف پھیلی ہوئی ہیں

والعسكري الحسن المطهر محمد المهدي سوف يظهر

اور حسن عسکری پاک وپاکیزہ ہیں، اور امام محمد مہدی ہیں جو عنقریب ظاہر ہوں گے

دیکھیے کتاب "الائمۃ الاثنا عشر" مؤلفہ مؤرخ دمشق شمس الدین محمد ابن طولون متوفی ۹۵۳ھ تحقیق: ڈاکٹر صلاح الدین المنجد، مطبوعہ بیروت، لبنان۔

چودہ کے وسیع علم کے وارث ہیں، ان کی مودت اور پیروی کا حکم دیا گیا ہے، جیسا کہ خدا نے ارشاد فرمایا

﴿قل لا اسئلكم عليه اجرا الا المودة في القربى﴾ (۱)

اے رسول! آپ کہہ دیجیے کہ میں تم سے اس تبلیغ رسالت کا کوئی اجر نہیں چاہتا علاوہ اس کے کہ میرے اقربا سے محبت کرو۔

﴿يا أيها الذين آمنوا اتقوا الله وكونوا مع الصادقين﴾ (۲)

اے ایمان دارو! تقویٰ اختیار کرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

دیکھیے کتب حدیث وتفسیر، اور فضائل میں فریقین کے نزدیک جو صحیح اور دوسری کتابیں ہیں۔

۱۶۔ شیعہ جعفری فرقہ عقیدہ رکھتا ہے کہ یہ ائمہ طاہرہ ہیں جن کے دامن پر تاریخ نے ان کی کوئی لغزش نوٹ کی اور نہ کسی خطا کا دھبہ ثابت کر پائی، نہ قول میں اور نہ عمل میں، انھوں نے اپنے وافر علوم کے ذریعہ امت مسلمہ کی خدمت کی ہے، اور اپنی عمیق معرفت، سالم فکر کے ذریعہ عقیدہ وشریعت، اخلاق وآداب، تفسیر وتاریخ اور مستقبل کے لائحہ عمل کو صحیح جہت عطا کی ہے، اور ہر میدان میں اسلامی ثقافت کو محفوظ کر دیا ہے جیسے انھوں نے اپنے قول وعمل کے ذریعہ - چند ایسے منفرد اور ممتاز، نیک سیرت

(۱) سورہ شوریٰ، آیت ۲۳

(۲) سورہ توبہ، آیت ۱۱۹

اور پاک کردار مردوں اور عورتوں کی تربیت کی ہے، جن کے فضل وعلم، اور حسن سیرت کے سب لوگ قائل ہیں۔

اور شیعہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اگر چہ (یہ بہت افسوس کا مقام ہے کہ) امت اسلامیہ نے ان کو سیاسی قیادت سے دور رکھا، لیکن انھوں نے پھر بھی عقائد کے اصولوں اور شریعت کے قواعد واحکام کی حفاظت کر کے اپنی فکری اور اجتماعی ذمہ داری کو بہترین طریقہ سے ادا کی ہے۔

چنانچہ ملت مسلمہ اگر انھیں سیاسی قیادت کا موقع دیتی جسے رسول اسلام نے خدا کے حکم سے ان کو سونپا تھا، تو یقیناً اسلامی امت سعادت وعزت اور عظمت کاملہ حاصل کرتی، اور یہ امت متحد ومتفق، متوحد رہتی، اور کسی طرح کا شقاق، اختلاف، نزاع، نزاع، جھگڑ، کشت وکشتار اور ذلت ورسوائی نہ دیکھنا پڑتی۔

اس سلسلے میں کتاب "الامام الصادق والمذاهب الاربعة" کی تین جلدیں، اور دوسری کتابیں دیکھئے۔

۱۷۔ شیعہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مذکورہ وجہ اور عقائد کی کتابوں میں پائی جانے والی نقلی وعقلی کثیر دلائل کی بنا پر کہ اہل بیت کی اتباع واجب ہے، اور ان کے راستے اور طریقے کو اپنانا ضروری ہے، کیونکہ انھیں کا طریقہ وہ طریقہ ہے جسے امت کیلئے رسول نے معین فرمایا، اور ان سے تمسک کرنے کا حدیث ثقلین (جو متواتر ہے) حکم دیتی ہے، جیسا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے

"انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اهل بیتی ما ان تمسکتم بهما لن تضلوا ابداً"

جسے صحیح مسلم اور دیگر دسیوں مسلم علما ومحدثین نے ہر صدی میں نقل کیا ہے، دیکھئے رسالہ حدیث ثقلین، (مؤلف وشنوی) جس کی تصدیق ازہر شریف نے ۳۰ برس قبل کی تھی۔

اور گزشتہ انبیاء کی حیات میں بھی خلیفہ اور وصی بنانے کا یہی معمول تھا۔

دیکھئے اثبات الوصیۃ، مؤلف مسعودی، اور فریقین کی دیگر کتب احادیث وتفسیر وتاریخ۔

۱۸۔ جعفری شیعہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ امت اسلامیہ (اللہ اس کو عزیز رکھے) پر یہ واجب ہے کہ وہ ان امور میں تحقیق اور بحث ومباحثہ کرے لیکن کسی پر سب وشتم، الزام واتہام، اور کسی کو ڈرائے اور دھمکائے بغیر، اور تمام اسلامی فرقوں کے علماء ومفکرین پر لازم ہے کہ وہ علمی اجتماع میں شرکت کریں، اور صفاء واخلاص کے ساتھ گفتگو کریں، اور اپنے شیعہ مسلمان بھائیوں کے ان نظریات پر غور وخوض کریں جن پر وہ قرآن، صحیح متواتر سنت، تاریخی مواصیہ (دلائل) اور رسول اور آنحضرت کے بعد کے سیاسی وسماجی پس منظر کے مطابق، استدلال پیش کرتے ہیں۔

۱۹۔ اور شیعہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ صحابہ اور جو لوگ رسول کے ساتھ تھے چاہے وہ عورت ہوں یا مرد، انھوں نے اسلام کی بڑی خدمت کی ہے، نشر اسلام کی راہ میں اپنی

جان و مال کی قربانی دی ہے، لہٰذا تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ ان کا احترام کریں، اور ان کی گرانقدر خدمات کا اعتراف کریں۔

لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ تمام صحابہ (بطور اطلاق) عادل تھے، اور ان کے بعض اعمال یا نظریات، تنقید اور اعتراض سے مافوق ہیں، کیونکہ صحابہ بھی بشر ہیں اور ان سے بھی غلطی اور بھول چوک ہوتی ہے، چنانچہ تاریخ میں یہ بات موجود ہے کہ ان میں سے بعض حضرات راہ مستقیم سے دور ہو گئے تھے، یہاں تک کہ کچھ لوگ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں ہی آپ کے راستے سے دور ہو گئے، بلکہ قرآن مجید نے اپنی بعض آیات اور سوروں میں جیسے سورۂ منافقین، احزاب، حجرات، تحریم، فتح، محمد اور توبہ میں اس بات کی تصریح کی ہے۔

لہٰذا ان بعض صحابہ حضرات کے اعمال پر جائز اور مہذب انداز میں تنقید کرنا ہرگز کفر کا سبب نہیں قرار پا سکتا، کیونکہ کفر و ایمان کا معیار واضح ہے، اور ان دونوں کا محور و مرکز روشن ہے، اور وہ توحید و رسالت اور ضروریات دین جیسے وجوب نماز، روزہ، حج اور حرمت خمر و میسر جیسی چیزوں کو ماننا، اور اس کا انکار کرنا ہے، البتہ قلم اور زبان کو بد تمیزی اور بھونڈی باتوں سے محفوظ رکھنا ضروری ہے، کیونکہ یہ باتیں ایک مہذب مسلمان جو سیرت خاتم النبیین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل پیرا ہے اس کیلئے زیب نہیں دیتی، بہر حال اس کے باوجود اکثر صحابہ صالح اور مصلح تھے، جو لائق احترام اور مستحق اکرام ہیں۔

لیکن اس کے باوجود صحابہ کو جرح و تعدیل (عادل یا غیر عادل ثابت کرنے) کے قواعد پر اس لئے تولا جاتا ہے تاکہ صحیح اور قابل اعتماد سنت سے واقفیت حاصل ہو جائے، کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ رسول خداؐ کے جانے کے بعد آپ کی طرف بہت زیادہ کذب اور بہتان منسوب کیا گیا، (جیسا کہ یہ بات تمام لوگ جانتے ہیں اور خود رسولؐ نے اس بات کے واقع ہونے کی خبر بھی دی تھی) اور اس بات کے بارے میں دونوں فریق کے علماء حضرات نے اہم کتابیں لکھی ہیں، جیسے سیوطی اور ابن جوزی وغیرہ، تاکہ وہ احادیث جو واقعاً رسولؐ سے صادر ہوئی ہیں ان کے درمیان اور جو حدیثیں گڑھ کر آپ کی طرف منسوب کی گئی ہیں ان کے درمیان امتیاز پیدا ہو سکے۔

۲۰۔ شیعہ امام مہدی منتظر کے وجود کا عقیدہ رکھتے ہیں، کیونکہ اس بارے میں کثیر روایات رسول اسلام سے نقل ہوئی ہیں کہ وہ اولاد فاطمہؑ سے ہوں گے، اور امام حسینؑ کے نویں فرزند ہیں، کیونکہ امام حسینؑ کے آٹھویں فرزند (آٹھویں پشت میں) امام حسن عسکری ہیں جن کی وفات ۲۶۰ھ میں ہوئی، اور آپ کو خدا نے صرف ایک بیٹا عنایت کیا تھا جس کا نام محمد تھا چنانچہ آپ ہی امام مہدی ہیں جن کی کنیت ابو القاسم ہے۔(۱)

---

(۱) عامہ کی صحاح ستہ اور ان کے علاوہ دوسری کتابوں میں موجود ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا:
"سیظهر فی آخر الزمان رجل من ذریتی اسمه اسمی، و کنیته کنیتی یملأ الارض عدلاً و قسطاً کما ملئت ظلماً و جوراً"

آپ کو موثق مسلمانوں نے دیکھا ہے، اور آپ کی ولادت، خصوصیت اور امامت نیز آپ کی امامت پر آپ کے والد کی طرف سے نص کی خبر دی ہے، آپ اپنی ولادت کے پانچ سال بعد لوگوں کی نظروں سے غائب ہو گئے، کیونکہ دشمنوں نے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا تھا، لیکن خداوند متعال نے آپ کو اس لئے ذخیرہ کر کے رکھا ہے تا کہ آخری زمانے میں عدل وانصاف پر مبنی اسلامی حکومت قائم کریں، اور زمین کو ظلم و فساد سے پاک کر دیں بعد اس کے کہ وہ اس سے بھری ہوئی ہوگی۔

اور یہ کوئی عجیب وغریب بات نہیں کہ آپ کی عمر اس قدر طولانی کیسے ہوگئی؟ کیونکہ قرآن مجید اس وقت بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے کی خبر دے رہا ہے، جبکہ ان کی ولادت کو اس وقت ۲۰۰۵ برس ہونے چاہتے ہیں، اسی طرح حضرت نوح اپنی قوم میں ساڑھے نو سو سال زندہ رہے اور اپنی قوم کو اللہ کی طرف دعوت دیتے رہے، اور حضرت خضر نبی علیہ السلام ابھی تک موجود ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے، اس کی مشیت پوری ہونے والی ہے، جسے کوئی ٹال نہیں سکتا، کیا اس نے حضرت یونس علیہ السلام کے بارے میں یہ نہیں فرمایا ہے۔

﴿فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ ☆ لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ إِلَى يَوْمِ

☜ آخری زمانے میں میری ذریت سے ایک شخص ظاہر ہوگا جس کا نام میرا نام ہوگا، اور اس کی کنیت میری کنیت ہوگی، وہ زمین کو عدل وانصاف سے اسی طرح بھر دے گا جیسے وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی

يُبْعَثُونَ﴾(۱)

پھر اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے، تو روز قیامت تک اسی کے شکم میں رہ جاتے۔

چنانچہ اہل سنت کے اکثر بزرگ اور جلیل القدر علماء امام مہدی (عج) کی ولادت اور ان کے وجود کے قائل ہیں، اور انھوں نے ان کے اوصاف و والدین کے نام کا ذکر کیا ہے، مثلاً

الف۔ عبد المؤمن شبلنجی اپنی کتاب "نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار" میں۔

ب۔ ابن حجر ہیثمی مکی شافعی نے اپنی کتاب "الصواعق المحرقۃ" میں کہتے ہیں ابو القاسم محمد الحجۃ کی عمر ان کے والد کی وفات کے وقت پانچ سال کی تھی لیکن خدا نے اسی سن میں آپ کو حکمت عطا کی اور ان کا نام قائم منتظر ہے۔

ج۔ قندوزی حنفی بلخی نے اپنی کتاب "ینابیع المودۃ" میں اس کا تذکرہ کیا ہے جو دور خلافت عثمانیہ ترکی میں (استانہ) سے شائع ہوئی تھی۔

د۔ سید محمد صدیق حسن قنوجی بخاری نے اپنی کتاب "الاذاعۃ لما کان وما یکون بین یدی الساعۃ" میں اسے لکھا ہے۔

یہ ہیں متقدمین علماء کے اقوال، اور متاخرین میں سے ڈاکٹر مصطفی رافعی نے اپنی

---

(۱) سورۂ صافات، آیت ۱۴۳، ۱۴۴

کتاب "اسلامنا" میں لکھا ہے، چنانچہ جب انھوں نے مسئلہ وراثت کی بحث کی ہے
تو بڑی طول وتفصیل کے ساتھ بحث کی ہے، اور اس بارے میں ان تمام اعتراضات
ورشبہات کے جواب دیے ہیں جو اس مقام پر ذکر کیے جاتے ہیں۔

۲۱۔ جعفری فرقہ والے لوگ نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، اور اپنے مال میں
سے زکات وخمس ادا کرتے ہیں، اور مکہ مکرمہ جا کر ایک بار بطور واجب حج بیت اللہ
الحرام کرتے ہیں، اور اس کے علاوہ بھی مستحب عمرہ وحج ادا کرتے رہتے ہیں،
ورنیکیوں کی طرف دعوت دیتے ہیں، اور برائیوں سے روکتے ہیں، اور اولیائے خدا و
رسول سے محبت کرتے ہیں، ور خدا ورسول کے دشمنوں سے دشمنی کرتے ہیں، اور اللہ
کی راہ میں ہر اس کافر ومشرک سے جہاد کرتے ہیں جو اسلام کے خلاف اعلان جنگ
کرتا ہو، اور ہر اس حاکم سے جنگ کرتے ہیں، جو قہر وغلبہ کے ذریعہ امت مسلمہ پر
مسلط ہوگیا ہے، اور دین اسلام (جوکہ دین حنیف ہے) کی موافقت کرتے ہوئے
تمام اقتصادی، سماجی اور گھریلو مشغلوں اور سرگرمیوں میں مصروف رہتے ہیں، جیسے
تجارت، اجارہ، نکاح، طلاق، میراث، تربیت وپرورش، رضاعت اور حجاب وغیرہ۔

اوران سب چیزوں کے احکام کو اجتہاد کے ذریعہ حاصل کرتے ہیں، جنھیں متقی اور
پرہیزگار علماء، کتاب، صحیح سنت وراہل بیت علیہم السلام سے ثابت شدہ احادیث اور عقل و
اجماع کے ذریعہ استنباط کرتے ہیں۔

۲۲۔ اور شیعہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ تمام یومیہ فرائض کے اوقات معین ہیں، اور یومیہ

نماز کے لئے پانچ وقت ہیں فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء، ور افضل یہ ہے کہ ہر
نماز کو اس کے مخصوص وقت میں انجام دیا جائے، مگر یہ کہ نماز ظہر وعصر ونماز مغرب و
عشاء کو جمع کرکے پڑھا جا سکتا ہے، کیونکہ رسول خدا ﷺ نے کسی عذر، مرض، بارش
اور سفر کے بغیر ان نمازوں کو ایک ساتھ پڑھا تھا، جیسا کہ صحیح مسلم وغیرہ میں نقل ہو
ہے، اور یہ امت مسلمہ کی سہولت کیلئے کیا گیا ہے خاص طور سے ہمارے زمانے میں
ایک فطری اور عام بات ہے۔

۲۳۔ شیعہ بھی دوسرے مسلمانوں کی طرح اذان دیتے ہیں، البتہ جب جملہ "حی علی
الفلاح" آتا ہے تو اس کے بعد جملہ "حی علی خیر العمل" بھی پڑھتے ہیں، کیونکہ رسول
خدا ﷺ کے دور میں یہ حصہ اذان میں کہا جاتا تھا، لیکن بعد میں حضرت عمر نے اپنے
اجتہاد کی بنا پر اس کی یہ علت بتاتے ہوئے کہ چونکہ اس سے مسلمان جہاد کرنے سے
رک جائیں گے اس کو اذان سے حذف کردیا، ان کا کہنا تھا کہ مسلمان اس سے یہ سمجھ
بیٹھیں گے کہ نماز ہی بہترین عمل ہے، لہٰذا جہاد کی طرف پھر کوئی رغبت نہیں کریگا، اس
لئے اسے اذان سے حذف کردیا جائے تو بہتر ہے۔ جیسا کہ علامہ قوشچی اشعری نے
اپنی کتاب "شرح تجرید الاعتقاد" میں اور المصنف میں، کندی، کنز العمال میں، متقی
ہندی وغیرہ نے اسے نقل کیا ہے۔ ان کے علاوہ حضرت عمر نے ایک اور جملہ کا اضافہ
کیا ہے "**الصلاۃ خیر من النوم**" جبکہ یہ جملہ رسول اسلام کے زمانہ میں نہیں تھا۔
(دیکھئے کتب حدیث وتاریخ) جبکہ عبادت اور اس کے مقدمات اسلام میں شارع

کے مر دو اس کے اذن پر موقوف ہیں، یعنی شریعت میں ہر عمل کیلئے قرآن اور سنت سے نص خاص یا نص عام موجود ہو، اور اگر کسی عمل کی نص نہ ہو تو وہ مردود اور بدعت ہے، جسے اسکے انجام دینے والے کے منہ پر مار دیا جائے گا، کیونکہ عبادت میں کسی چیز کی زیادتی یا کمی ممکن نہیں ہے، بلکہ تمام شرعی امور میں کسی کی ذاتی رائے کا کوئی دخل نہیں ہے۔ البتہ شیعہ حضرات جو "اشہدان محمد رسول اللہ" کے بعد "اشہدان علیا ولی اللہ" کہتے ہیں تو یہ ان روایات کی بنا پر ہے، جو رسول خدا ﷺ اور اہل بیتؑ سے نقل کی گئی ہیں، اور ان میں یہ تصریح موجود ہے کہ محمد رسول اللہ کہیں ذکر نہیں ہوا، یا باب جنت پر نہیں لکھا گیا مگر اس کے ساتھ علی ولی اللہ ضرور تھا، اور یہ جملہ اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ شیعہ علی کو نبی بھی نہیں سمجھتے چہ جائیکہ وہ آپ کی ربوبیت اور الوہیت کا (العیاذ باللہ) عقیدہ رکھتے ہوں، لہذا توحید و رسالت کی شہادت کے بعد تیسری شہادت (علی ولی اللہ) کہنا جائز ہے، اس امید میں کہ یہ بھی مطلوب پروردگار ہو، بالبتہ اس کو جزء اور وجوب کے قصد سے انجام نہ دے، یہی شیعوں کے اکثر علماء کا فتویٰ ہے۔

پس یہ زیادتی بغیر قصد جزئیت کے انجام دی جائے گی، جیسا کہ ہم نے کہا ہے، لہذا یہ ایسا نہیں کہ شرع میں اس کی کوئی اصل نہ ہو، اس لئے یہ بدعت ہے۔

۲۳۔ اور شیعہ زمین اور مٹی یا کنکر اور پتھر یا زمین کے اجزاء اور نباتات وغیرہ پر سجدہ کرتے ہیں، اور دری، قالین یا چادر اور کپڑے اور کھائی جانے والی چیزوں اور

زیورات پر سجدہ نہیں ہوتا، کیونکہ اس سلسلے میں کثیر تعداد میں شیعہ و سنی کتابوں میں روایتیں وارد ہوئی ہیں، کیونکہ رسول خدا ﷺ کا طریقہ یہ تھا کہ آپ مٹی اور زمین پر سجدہ کرتے تھے، بلکہ آپ مسلمانوں کو حکم بھی یہی دیتے تھے، چنانچہ ایک روز جناب بلال نے اپنے عمامے کی کور پر جلا دینے والی گرمی سے بچنے کی بنا پر سجدہ کیا، تو رسول اسلام نے بلال کے عمامہ کو پیشانی سے الگ کر دیا اور فرمایا

"ترب جبہک یا بلال"

اے بلال! اپنی پیشانی کو زمین پر رکھو؟

اسی طرح کی روایت صہیب اور رباح کے بارے میں نقل کی گئی ہے، جب فرمایا

"ترب وجھک یا صہیب او ترب وجھک یا رباح"

اے صہیب اور اے رباح! اپنی پیشانی کو زمین پر رکھو؟

دیکھئے صحیح بخاری و کنز العمال یا المصنف، مؤلفہ عبدالرزاق الصنعانی، یا السجود علی الارض، مؤلفہ کاشف الغطاء

اور نبی اکرمؐ نے اس جگہ یہ ارشاد فرمایا (جیسا کہ صحیح بخاری وغیرہ میں آیا ہے۔)

"جعلت لی الارض مسجداً و طهوراً"

میرے لئے زمین کو مسجد اور طاہر و مطہر بنایا گیا ہے۔

اور پھر مٹی پر سجدہ کرنا اور پیشانی کو زمین پر رکھنا ہی خدا کے سامنے سجدہ کرنے کا سب سے مناسب طریقہ ہے، کیونکہ معبود کے سامنے یہی خشوع اور خضوع کا سب

سے اچھا طریقہ ہے، اسی طرح خاک پر سجدہ کرنا انسان کو اس کی اصل حقیقت کی یاد دلاتا ہے کہ وہ اسی سے وجود میں آیا ہے، کیا خدا نے نہیں فرمایا

﴿مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ﴾(۱)

اسی زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے، اور اسی میں پلٹا کر لیجائیں گے، اور پھر دوبارہ اسی سے نکالیں گے۔

بیشک سجدہ خشوع کی آخری حد کا نام ہے، اور خشوع کی آخری منزل مصلے (جائے نماز) فرش، کپڑے، اور قیمتی جوہر پر سجدہ کر کے حاصل نہیں ہوتی، بلکہ بدن کی اشرف ترین جگہ یعنی پیشانی کو پست ترین جگہ یعنی مٹی پر رکھے۔(۲)

البتہ اس مٹی کو پاک ہونا چاہیے، اسی طہارت کی تاکید کی بنا پر شیعہ لوگ اپنے ساتھ مٹی کا پاک ڈھیلا (جیسے سجدہ گاہ وغیرہ) رکھتے ہیں، اور بعض اوقات یہ مٹی تبرک کے طور پر مقدس جگہ سے لیتے ہیں، جیسے زمین کربلا، جس میں فرزند رسول حضرت امام حسین علیہ السلام شہید کر دیے گئے، جیسا کہ بعض صحابہ مکہ کے کنکر اور پتھر وغیرہ کو سفر میں سجدے کیلئے اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ (۳)

---

(۱) سورۂ طہ ۵۵

(۳) دیکھئے المصنف صنعانی

(۲) دیکھئے الیواقیت والجواہر شعرانی انصاری مصری، جو دسویں صدی ہجری کے علماء میں سے ہیں

البتہ شیعہ اس پر اصرار کرتے ہیں، اور اس چیز پر ہمیشہ پابند رہتے ہیں، بلکہ وہ ہر پاک مٹی اور پتھر کے اوپر بغیر کسی اشکال اور تردد کے سجدہ کرتے ہیں، جیسے مسجد نبوی اور مسجد الحرام کے فرش اور وہاں پر لگے ہوئے پتھر۔

اسی طرح شیعہ نماز میں اپنے داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر نہیں رکھتے، کیونکہ رسول اسلام نے نماز میں یہ کام انجام نہیں دیا، اور یہ بات قطعی نص صریح سے ثابت نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ سنی، مالکی حضرات بھی یہ فعل انجام نہیں دیتے ہیں۔(۱)

۲۵۔ شیعہ فرقہ وضو میں دونوں ہاتھوں کو اوپر کی جانب سے کہنیوں سے، انگلیوں کے سرے تک دھوتے ہیں، اور اس کے برخلاف نہیں کرتے، کیونکہ یہ طریقہ انھوں نے اپنے ائمہ سے اخذ کیا ہے، اور ائمہ علیہم السلام نے اس کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اخذ کیا ہے، اور اہل بیت اپنے جد کی باتوں کو دوسروں سے بہتر طریقے سے جانتے ہیں کہ ان کے جد یہ کام کیسے کیا کرتے تھے، جیسے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسی طرح انجام دیتے تھے، اور انھوں نے آیۂ وضو کی یہ تفسیر کی ہے کہ "الی" آیۂ وضو(۲) میں "مع" کے معنی میں آیا ہے، جیسا کہ شافعی صغیر نے اپنی کتاب نہایۃ المحتاج میں بھی ذکر کیا ہے اسی طرح یہ لوگ اپنے پیروں اور سر کو دھونے کے بجائے ان کا مسح

---

(۱) دیکھئے صحیح البخاری، صحیح مسلم، سنن بیہقی

مالکیوں کے رائے سے آگاہی کیلئے دیکھئے بدایۃ المجتہد" مؤلف: ابن رشد قرطبی

(۲) سورۂ مائدہ، آیت ۶

کرتے ہیں، جس کا سبب ہم نے اوپر ذکر کیا ہے، اور یہی طریقہ ابن عباس کا تھا جیسا کہ انھوں نے کہا ہے

"الوضوء غسلتان، ومسحتان" "ومغسولان وممسوحان"

وضو صرف دو چیزوں کا دھونا ہے اور دو ہی چیزوں کا مسح کرنا ہے۔

(دیکھیے سنن، مسانید، تفسیر فخر رازی، آیہ وضو کی تفسیر کے ذیل میں)۔

۲۶۔ شیعہ کہتے ہیں کہ متعہ (وقتی شادی) کرنا نص قرآنی کی بنا پر جائز ہے، کیونکہ خدا ارشاد فرماتا ہے۔

﴿فما استمتعتم به منهن فآتوهن أجورهن فريضة﴾ (۱)

پس جو بھی ان عورتوں سے تمتع کرے ان کی اجرت انھیں بطور فریضہ دے دے۔

یہی وجہ ہے کہ تمام مسلمان رسول کے زمانے میں متعہ کرتے تھے، اور تمام صحابہ عہد خلافت حضرت عمر کے نصف دور تک متعہ کرتے تھے۔

کیونکہ متعہ بھی شرعی شادی ہے جو دائمی شادی کے مندرجہ ذیل احکام میں بالکل اسی کی طرح ہے۔

الف۔ متعہ میں بھی عورت شوہر دار نہ ہونا چاہیئے، اور صیغوں کا اسی طرح پڑھنا ضروری ہے کہ ایجاب عورت کی جانب سے اور قبول مرد کی طرف سے ہو۔

ب۔ دائمی شادی کی طرح متعہ میں بھی عورت کو کچھ مال دینا ضروری ہے جسے

(۱) سورۂ نساء، آیت ۲۴

دائمی شادی میں مہر کہتے ہیں، اور متعہ میں اجر کہتے ہیں، جیسا کہ قرآنی نص کے مطابق ہم نے اوپر ذکر کیا ہے۔

ج۔ دائمی شادی کی طرح متعہ میں بھی مرد سے جدا ہونے کی صورت میں عورت پر عدہ رکھنا ضروری ہے۔

د۔ متعہ میں بھی مفارقت کے بعد عورت پر دائمی عقد کی طرح عدہ ضروری ہے، اسی طرح متعہ سے وجود میں آنے والی اولاد بھی دائمی شادی کی طرح متعہ کرنے والے مرد (باپ) سے ملحق ہوگی، نیز متعہ میں بھی دائمی عقد کی طرح عورت ایک مرد سے زیادہ مردوں سے ایک وقت میں متعہ نہیں کر سکتی۔

ہ۔ متعہ میں دائمی عقد کی طرح باپ اور اولاد نیز اولاد و ماں کو ایک دوسرے کی میراث ملے گی۔

متعہ دائمی شادی سے حسب ذیل چند امور میں فرق کرتا

الف۔ متعہ میں مدت معین ہوتی ہے، لیکن دائمی شادی میں مدت معین نہیں ہوتی۔

ب۔ متعہ والی عورت کا نفقہ مرد پر واجب نہیں ہے، عورت مرد سے میراث لینے کا حق نہیں رکھتی۔

ج۔ متعہ کرنے والے زوجہ وشوہر کے درمیان میراث نہیں ہوتی۔

د۔ متعہ میں طلاق کی ضرورت نہیں ہوتی، بلکہ مقررہ مدت تمام ہونے کے بعد یا طرفین کے اتفاق سے بقیہ مدت بخشنے کے بعد خود بخود جدائی ہو جائے گی۔

اس طرح کی شادی کی تشریع کرنے کی چند حکمت ہیں.

اولاً: جائز اور مشروط طریقہ سے عورت ومرد کی جنسی احتیاج کا راستہ فراہم کرتا ہے، تاکہ جو لوگ بعض اسباب کی بنا پر دائمی شادی نہیں کرسکتے، یا جو لوگ زوجہ کی وفات یا کسی اور سبب کی بنا پر عورت سے محروم ہو چکے ہیں، یا عورت ان اسباب کی بنا پر مرد سے محروم ہوگئی ہو، اور یہ لوگ زندگی کو شرافت اور راحت کے ساتھ گزارنا چاہتے ہوں تو متعہ ان کیلئے آسان راستہ ہے۔

ثانیاً: متعہ دراصل سماجی عظیم مشکلات کو حل کرنے کیلئے تشریع کیا گیا ہے تاکہ اسلامی معاشرہ اخلاقی برائیوں میں مبتلا نہ ہو پائے۔

بھی اس متعہ کے ذریعہ انسان شادی سے پہلے جائز طریقہ سے ایک دوسرے کو اچھی طرح پہچان سکتا ہے، (جو ممکن ہے آئندہ کیلئے مفید اور نتیجہ بخش ہو) اور اس کے بعد انسان فعل حرام میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہتا ہے، اسی طرح زنا، جنسی دباؤ اور رسوائی یا دوسرے حرام امور میں مبتلا نہ ہو، جیسے مشت زنی، کیونکہ جو ایک زوجہ پر صبر نہیں کرسکتا، یا اقتصادی اور معیشتی مشکلات کی بنا پر، یا ایک سے زیادہ عورتوں کا خرچہ نہیں چلا سکتا وغیرہ وغیرہ اور وہ حرام کام بھی نہیں کرنا چاہتا تو اس کے لئے یہ آسان راستہ ہے۔

بہر حال یہ شادی بھی قرآن اور حدیث سے مستند ہے، اور صحابہ نے اس پر ایک زمانے تک عمل کیا ہے، چنانچہ اگر یہ شادی زنا شمار کی جائے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ

خدا، رسول اور صحابہ نے زنا کو حلال سمجھا، اور اس کے انجام دینے والے ایک زمانے تک زنا کرتے رہے!! نعوذ باللہ

مزید یہ کہ اس حکم کا نسخ ہونا بھی معلوم نہیں ہے، کیونکہ اس کا نسخ ہونا کتاب وسنت سے ثابت نہیں ہے، اور نہ کوئی قطعی وصریح دلیل اس پر موجود ہے۔(۱)

بہر حال شیعہ امامیہ اس شادی کو نص قرآن اور سنت رسول کی بنا پر مباح سمجھتے ہیں، لیکن دائمی شادی اور تشکیل خانوادہ یعنی اپنا گھر آباد کرنے کو ترجیح دیتے ہیں، کیونکہ ایسی شادی قوی اور سالم معاشرے کی اساس اور بنیاد ہے، اور موقت شادی کی طرف زیادہ رغبت نہیں رکھتے جسے شریعت میں متعہ کہتے ہیں، اگرچہ (جیسا کہ ہم نے پہلے کہا کہ) یہ حلال اور جائز ہے۔

اور اس مقام پر یہ ذکر کردینا بھی مناسب ہے کہ شیعہ امامیہ (کتاب وسنت اور تعلیم ائمہ اہل بیت علیہم السلام پر عمل پیرا ہونے کی بنا پر) عورت کے حقوق کا احترام کرتے ہیں، اور انہیں بڑی اہمیت دیتے ہیں، اور عورت کے مقام ومرتبہ، ان کے حقوق بالخصوص ان کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنے پر، ملکیت، نکاح، طلاق، گود لینے اور پرورش کرنے، دودھ پلانے جیسے مسائل کے ساتھ ساتھ، عبادات، اور معاملات کیلئے بہت اہم احکام، جو ان کے ائمہ سے نقل ہوئے ہیں وہ سب ان کی فقہ میں پائے جاتے ہیں

(۱) اس سلسلے میں ان تمام احادیث کی طرف رجوع کیا جائے جو مختلف اسلامی مذاہب کی کتب صحاح وسنن اور معتبر مسانید میں نقل کی گئی ہیں

۲۷۔ شیعہ جعفری فرقے زنا، لواط، سود خوری، نفس محترمہ کا قتل، شراب نوشی، جوا، جادو و بغاوت، مکر و فریب بازی، دھوکہ دھڑی، ذخیرہ اندوزی، ناپ تول میں کمی کرنا، غصب، چوری، خیانت، کینہ و کدورت، رقص و غنا، اتہام، بہتان، تہمت، چغل خوری، فلمیں دیکھنا، مومن کو اذیت دینا، غیبت کرنا، گالم گلوچ، کذب و بہتان اور ان کے علاوہ تمام گناہان کبیرہ و صغیرہ کو حرام جانتے ہیں، اور ہمیشہ ان گناہوں سے دور رہتے ہیں اور حتی الامکان ان سے اجتناب کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور ان کو پھیلنے سے روکنے کیلئے ہر ممکن وسائل بروئے کار لاتے ہیں، جیسے تصنیف و تالیف، کتابوں کی نشر و اشاعت کرنا، اخلاقی و تربیتی رسالے، مجالس، اجتماع اور جلسے وغیرہ قائم کرنا، نماز جمعہ کے خطبے اور دوسری چیزیں وغیرہ

۲۸۔ اخلاقی فضائل، اور مکارم اخلاق کی نہایت اہمیت دیتے ہیں، اور موعظہ وغیرہ سے عشق کرتے ہیں، اور ان کے سننے کیلئے دلچسپی سے حاضر ہوتے ہیں، اور اس کے لئے اپنے گھروں، مسجدوں، پارکوں اور میدانوں میں جلسے، مجالس اور اجتماعات مناسبت یا غیر مناسبت کے مواقع پر منعقد کرتے ہیں، اسی بنا پر عظیم فوائد و مطالب پر مشتمل وہ دعائیں پڑھتے ہیں جو اس سلسلے میں رسول اسلام اور اہل بیت عصمت و طہارت سے نقل ہوئی ہیں، جیسے دعائے کمیل، دعائے ابوحمزہ، دعائے سمات، دعائے جوشن کبیر، دعائے مکارم اخلاق، دعائے افتتاح، (جو ماہ رمضان میں پڑھی جاتی ہے) وہ ان ادعیہ و رفیع مضامین پر مشتمل مناجات کو نہایت خشوع و خضوع اور ایک خاص

گریہ و زاری کے ساتھ پڑھتے ہیں، کیونکہ یہ دعائیں نفس کو پاکیزہ بناتی ہیں، اور ان کے ذریعہ انسان اللہ سے قریب ہوتا ہے۔

یہ تمام دعائیں موسوعۃ الادعیہ (معجم ادعیہ) میں جمع کی گئی ہیں، اسی طرح یہ کتب ادعیہ میں بھی موجود ہیں جو ان کے درمیان رائج ہیں۔

۲۹۔ اور شیعہ نبی اکرم ﷺ، اہل بیت علیہم السلام اور آپ کی پاک ذریت جو جنت البقیع اور مدینہ منورہ میں مدفون ہیں ان کی قبروں کا احترام کرتے ہیں، جن میں امام حسن مجتبی، امام زین العابدین، امام محمد باقر، اور امام جعفر صادق علیہم السلام ہیں۔

اور نجف اشرف میں امام علی علیہ السلام کا مرقد ہے، اور کربلا میں امام حسین علیہ السلام اور آپ کے بھائی، آپ کی اولاد اور آپ کے چچا کی اولاد اور آپ کے اصحاب و انصار (جو آپ کے ساتھ یوم عاشورہ شہید ہوئے تھے) کی قبریں ہیں۔

اور سامرہ میں امام ہادی (علی نقی)، امام حسن عسکری کے روضے ہیں، اور کاظمین میں امام جواد اور امام کاظم علیہما السلام کے مراقد جو سب کے سب عراق میں ہیں، اور ایران کے شہر مشہد میں امام رضا علیہ السلام کا مرقد ہے، اور قم و شیراز (ایران) میں ان اماموں کے بچوں اور بیٹیوں کے مرقد ہیں، اور دمشق (شام) میں کربلا کی شیر دل خاتون جناب سیدہ زینب کا روضہ ہے، اور قاہرہ مصر میں مرقد سیدہ نفیسہ ہے (یہ بھی کریمہ اہل بیت ہیں)۔

بہر حال ان تمام روضوں اور مقبروں کا احترام کرنا رسول کے پاس و لحاظ کی بنا

پر ہے، کیونکہ ہر شخص، نبی اور ولی میں باقی اور محفوظ رہتا ہے، اور کسی کی اولاد کا اکرام کرنا خود اس کا احترام کرنے کے برابر ہے، جیسا کہ قرآن کریم نے آل عمران، آل یٰسین، آل ابراہیم اور آل یعقوب کی مدح فرمائی ہے، اور ان کی قدر و منزلت کو رفیع قرار دیا ہے حالانکہ ان میں سے بعض انبیاء بھی نہیں تھے۔

﴿ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِن بَعْضٍ﴾ (۱)

یہ ایک نسل ہے جس میں ایک کا سلسلہ ایک سے ہے۔

اسی لئے قرآن مجید نے ان پر اعتراض نہیں کیا، جن لوگوں نے یہ کہا تھا۔

﴿لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا﴾ (۲)

انھوں نے کہا کہ ہم ان پر مسجد بنائیں گے۔

یعنی ہم اصحاب کہف کے مراقد پر مسجد بنائیں گے، تاکہ ان کے پاس خدا کی عبادت کی جائے، اور اللہ نے ان کے عمل کو شرک نہیں کہا، کیونکہ مسلمان مومن صرف اللہ ہی کیلئے رکوع، سجدہ اور عبادت کرتا ہے، اور وہ ان پاک و مطہر اولیاء کی ضریح کے قریب صرف اس لئے جاتا ہے کیونکہ ان اولیاء کی وجہ سے وہ مکان مقدس ہو گیا ہے، جیسے ابراہیم علیہ السلام کی بنا پر مقام ابراہیم کو قداست و کرامت حاصل ہے، چنانچہ خدا فرماتا

---

(۱) آل عمران، آیت ۳۴

(۲) کہف، آیت ۲۱

ہے

﴿وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ (۱)

اور حکم دے دیا کہ مقام ابراہیم کو مصلیٰ بناؤ۔

پس جو شخص مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھے تو وہ ایسا نہیں ہے کہ وہ مقام ابراہیم کی عبادت کرتا ہے، یا جو صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتا ہے، وہ انھیں اللہ سمجھ کر نہیں آیا ہے کہ وہ ان دونوں پہاڑوں کی عبادت کر رہا ہو، بلکہ یہ اس لئے ہے کہ اللہ نے ان کو اپنی عبادت کے لئے مبارک و مقدس جگہ قرار دیا ہے، کیونکہ وہ بھی آخر میں اللہ کی طرف منسوب ہیں، بیشک معین ایام اور جگہیں مقدس ہیں، جیسے یوم عرفہ، منیٰ و عرفات کا میدان، اور ان کی قداست کی وجہ ان کا اللہ کی طرف منسوب ہونا ہے۔

۳۰۔ اسی سبب کی بنا پر شیعہ بھی (دیگر مسلمین کی طرح) شان رسول اکرم و آل رسول کے محافظ اور اس کا ادراک کرنے والے ہیں اہل بیت رسالت ﷺ کے مبارک روضوں کی بڑے اہتمام سے زیارت کرتے ہیں تاکہ اس سے ان کی تکریم ہو، اور ان سے عبرت حاصل کریں، اور ان کے ساتھ پھر سے عہد کریں، اور اس اقدار کی مزید پابندی کریں جس کیلئے انھوں نے جہاد کیا، اور اسی کی حفاظت میں شہید ہو گئے، کیونکہ ان مشاہد مقدسہ کے زائرین اپنی زیارتوں میں اہل مراقد کے فضائل اور ان کے جہاد ہی کا ذکر کرتے ہیں یا انھوں نے جو نمازیں قائم کیں، اور زکاۃ ادا کی اس کا تذکرہ کرتے

---

(۱) سورۂ بقرہ، آیت ۱۲۵

ہیں، نیز انھوں نے اس راستہ میں جو دقتیں اور مشقتیں اٹھائی ہیں ان کو بیان کرتے ہیں، جیسا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی مظلوم ذریت سے جو ہمدردی تھی اس کی وجہ سے آپ نے بھی ان کا غم منایا ہے جیسا کہ:

جناب حمزہ کی شہادت پر آنحضرت نے فرمایا:

"ولکن حمزة لا بواکی له" ہائے حمزہ پر کوئی رونے والا نہیں؟! جیسا کہ کتب تاریخ وسیرت میں نقل کیا گیا ہے۔

کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے عزیز بیٹے ابراہیم کی موت پر گریہ نہیں کیا؟ کیا آپ بقیع میں قبروں کی زیارت کرنے نہیں جاتے تھے؟ کیا آپ نے یہ نہیں فرمایا

"زوروا القبور فانها تذکرکم بالآخرة" (۱)

قبروں کی زیارت کرو کیونکہ ان کی زیارت تمھیں آخرت کی یاد دلاتی ہے۔

بیشک ائمہ اہل بیت علیہم السلام کی قبروں کی زیارت اور ان کی سیرت طیبہ اور راہ خدا میں ان کے جہادی کارنامے آئندہ نسل کو ان عظیم قربانیوں کی یاد دلاتا ہے جو ان ذوات مقدسہ نے اسلام اور مسلمین کے راستے میں پیش کی ہیں، اس سے ان کے اندر راہ خدا میں شہادت، شجاعت وجواں مردی اور ایثار وقربانی کی روح بیدار ہوتی ہے۔

بیشک یہ عمل انسانیت، تہذیب وتمدن اور عقل کے عین مطابق عمل ہے، کیونکہ تمام

(۱) سبکی شافعی کی کتاب شفاء السقام، ص ۱۰۷، ابو داؤد کی شرح سنن ابن ماجہ جلد ۱، صفحہ ۱۱۷ میں نقل ہوا ہے

امتیں اپنے بزرگوں اور تہذیب وتمدن کے بانیوں کو ہمیشہ زندہ رکھتی ہیں اور ان سے مربوط تاریخوں کو بہر صورت اور ہر حال میں باقی رکھنے کی کوشش کرتی ہیں، کیونکہ یہ ان کی عزت اور افتخار کا باعث ہوتی ہیں، اور ان کے ذریعہ سے لوگوں کا رجحان ان کی اقدار کے بارے میں اور ان کی اہمیت کے بارے میں اور زیادہ ہوتا ہے۔

یہی وہ چیز ہے جسے قرآن مجید نے چاہا ہے جب اس نے اپنی آیات میں انبیاء، اولیاء، مصلحین اور ان کے حالات کا بڑے اہتمام کے ساتھ تذکرہ کیا ہے۔

۲۱۔ شیعہ رسول اکرم اور ان کی پاک آل سے شفاعت طلب کرتے ہیں، اور ان کو خدا کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کی مغفرت، طلب حاجت، اور مریضوں کی شفایابی کیلئے وسیلہ قرار دیتے ہیں، کیونکہ قرآن مجید نے اس بات کو نہ صرف یہ کہ جائز قرار دیا ہے، بلکہ اس نے اس کی طرف واضح انداز میں دعوت بھی دی ہے

﴿ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوک فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحیما﴾ (۱)

اور کاش جب ان لوگوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تھا تو آپ کے پاس آتے اور خود بھی اپنے گناہوں کیلئے استغفار کرتے اور رسول بھی ان کے حق میں استغفار کرتا تو یہ خدا کو بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پاتے۔

نیز فرمایا ﴿ولسوف یعطیک ربک فترضی﴾ (۲)

(۱) سورۂ نساء، آیت ۶۴ (۲) سورۂ ضحیٰ، آیت ۵

اور عنقریب تمہارا پروردگار تمہیں اس قدر عطا کرے گا کہ تم خوش ہو جاؤ۔

اور اس سے مراد مقام شفاعت ہے۔

یہ بات کیسے معقول ہے کہ ایک جانب رسول کریم کو خدا گنہگاروں کی شفاعت کیلئے مقام شفاعت اور صاحبان حاجات کیلئے مقام وسیلہ عنایت فرمادے اور دوسری طرف لوگوں کو منع فرمائے کہ ان سے شفاعت طلب نہ کریں؟! یا نبی اکرم پر حرام قرار دیدے کہ آپ اس مقام سے کوئی استفادہ نہ کریں؟!

کیا خدانے اولاد یعقوب کا یہ قصہ ذکر نہیں فرمایا ہے کہ جب انھوں نے اپنے والد سے شفاعت طلب کی، اور اس طرح کہا

﴿یا ابانا استغفر لنا ذنوبنا انا کنا خاطئین﴾ (۱)

بابا جان اب آپ ہمارے گناہوں کیلئے استغفار کریں ہم یقیناً خطا کار تھے۔

تو معصوم اور کریم نبی نے ان پر کوئی اعتراض نہیں کیا، بلکہ ان سے یہ فرمایا:

﴿سوف استغفر لکم ربی﴾ (۲)

میں عنقریب تمہارے حق میں اپنے پروردگار سے استغفار کروں گا۔

یہ دعویٰ کوئی نہیں کرسکتا ہے کہ نبی اور ائمہ مر گئے ہیں لہٰذا ان سے دعا طلب کرنا مفید نہیں؟ کیونکہ انبیاء اور خاصان خدا زندہ رہتے ہیں خاص طور سے حضرت محمد

(۱) سورۂ یوسف، آیت ۹۷

(۲) سورۂ یوسف، آیت ۹۸۔

مصطفی ﷺ جن کے بارے میں خدانے یہ ارشاد فرمایا

﴿وکذلک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا﴾ (۱)

اور تحویل قبلہ کی طرح ہم نے تم کو درمیانی امت قرار دیا ہے، تاکہ تم لوگوں کے اعمال کے گواہ رہو اور پیغمبر تمہارے اعمال کے گواہ رہیں۔

اس آیت میں ''شہدا'' کے معنی شاہد ہیں۔

اور دوسری جگہ فرمایا

﴿وقل اعملوا فسیری اللہ عملکم ورسولہ والمؤمنون﴾ (۲)

اور پیغمبر کہہ دیجئے کہ تم لوگ عمل کرتے رہو کہ تمہارے عمل کو اللہ، رسول اور صاحبان ایمان سب دیکھ رہے ہیں۔

یہ آیتیں روز قیامت تک چاند، سورج اور رات دن کی طرح جاری وساری رہیں گی لہٰذا رسول اسلام اور آپ کی پاک آل لوگوں پر گواہ ہیں، اور شہداء زندہ ہیں جیسا کہ خدانے اپنی کتاب عزیز میں ایک مرتبہ نہیں بلکہ متعدد مرتبہ کہا ہے۔

۳۲۔ شیعہ جعفری فرقہ نبی اور ائمہ کی ولادت پر محفل اور خوشی کے پروگرام کرتے ہیں، اور ان کی وفات پر ماتم وعزا کرتے ہیں، اور ان پروگراموں میں ان کے فضائل

(۱) سورۂ بقرہ، آیت ۱۴۳

(۲) سورۂ توبہ، آیت ۱۰۵

اور مناقب اور ان کی ہدایت بخش سیرت وکردار کا ذکر کرتے ہیں، جو صحیح نقل کے ذریعہ ان تک پہنچی ہے، اور یہ سب قرآن کی اتباع میں کرتے ہیں کیونکہ قرآن کریم نے بار بار نبی اکرم اور دیگر نبیوں کے مناقب ذکر کیے ہیں، اور انھیں سراہا ہے، اور تمام لوگوں کے اذہان کو تاسی، اقتدا، عبرت اور ہدایت حاصل کرنے کی خاطر اس کی طرف متوجہ کیا ہے۔

شیعہ ان محفلوں میں حرام افعال انجام دینے سے پرہیز کرتے ہیں، جیسے عورت اور مردوں کا آپس میں مخلوط ہونا، حرام چیزوں کا ان محفلوں میں کھانا پینا اور مدح وثنا کرنے میں غلو کرنا۔(۱)

یا اسی قسم کے دوسرے نامناسب افعال انجام دینا جو روح شریعت کے خلاف ہیں، اور ان میں شرعی مسلم حدود کا خیال نہ رکھا جائے، یا کسی چیز جس کے لئے قرآن اور صحیح حدیث کی تائید نہ ہو، یا کتاب وسنت سے استنباط کیا ہوا کوئی کلی قاعدہ صادق نہ ہوتا ہو۔

۳۳۔ شیعہ جعفری فرقہ ایسی کتابوں سے استفادہ کرتے ہیں جو احادیث رسول اکرم اور اہل بیت عصمت وطہارت علیہم السلام کی روایات پر مشتمل ہیں، جیسے "الکافی" مؤلفہ

---

(۱) غلو کا مطلب یہ ہے کہ کسی انسان کو الوہیت، اور ربوبیت کا درجہ دیدیں، یا یہ عقیدہ رکھے کہ یہ کسی کام کے انجام دینے میں مشیت الٰہی اور اذن خدا کے بغیر اسے انجام دیتا ہے، جیسا کہ یہود ونصاریٰ انبیاء کے بارے میں ایسا عقیدہ رکھتے ہیں۔

ثقۃ الاسلام شیخ کلینی "من لا یحضرہ الفقیہ" مؤلفہ شیخ صدوق، "استبصار" اور "تہذیب" مؤلفہ شیخ طوسیؒ ان کے یہاں یہ حدیث کی اہم کتابیں ہیں۔

یہ کتابیں اگرچہ صحیح احادیث پر مشتمل ہیں، لیکن نہ ان کے مؤلفین ومصنفین اور نہ ہی شیعہ فرقہ ان تمام احادیث کو صحیح قرار دیتا ہے، یہی وجہ ہے کہ شیعہ فقہاء ان کی تمام احادیث کو صحیح نہیں جانتے، بلکہ وہ صرف انھیں احادیث کو قبول کرتے ہیں جو ان کے نزدیک شرائط صحت پر کھری اترتی ہوں، جو علم درایہ، رجال اور قوانین حدیث پر پوری نہیں اترتی ہیں ان کو ترک کردیتے ہیں۔

۳۴۔ اسی طریقہ سے شیعہ (عقائد، فقہ اور دعا واخلاق کے میدان میں) دوسری کتابوں سے استفادہ کرتے ہیں، جن میں ائمہ علیہم السلام سے مختلف قسم کی حدیثیں نقل کی گئی ہیں، جیسے نہج البلاغہ، جسے سید رضیؒ نے تالیف کیا ہے، اور اس میں امام علی علیہ السلام کے خطبے، خطوط، اور حکمت آمیز مختصر کلمات موجود ہیں، اور اسی طرح امام زین العابدین علی بن الحسین علیہما السلام کا "رسالہ حقوق" اور "صحیفہ سجادیہ" یا امام علی علیہ السلام کا "صحیفہ علویہ" اور دیگر کتابیں جیسے عیون اخبار رضا، توحید، خصال، علل الشرائع اور معانی الاخبار، مؤلفہ شیخ صدوق وغیرہ۔

۳۵۔ شیعہ جعفری فرقہ بعض اوقات ان صحیح احادیث رسولؐ سے بھی بغیر کسی تعصب وکینہ یا نخوت وتکبر کے استناد کرتا ہے جو اہل سنت والجماعت (۱) بھائیوں کی

---

(۱) یہاں پر اس بات پر توجہ کرنا ضروری ہے کہ شیعہ امامیہ بھی اہل سنت ہیں، کیونکہ شیعہ ←

کتابوں میں مختلف مقامات پر نقل کی گئی ہیں، جس کی گواہ شیعوں کی وہ قدیم اور جدید کتابیں ہیں، جن میں صحابہ کرام، ازواج نبیؐ، رسول کے مشہور صحابہ اور اکابر راویوں سے حدیثیں نقل ہوئی ہیں، جیسے ابو ہریرہ، انس وغیرہما، البتہ ایک شرط کے ساتھ وہ یہ کہ وہ قرآن مجید اور دیگر صحیح حدیث سے متعارض نہ ہو، اور نہ ہی عقل محکم (سالم) اور اجماع علماء کے مخالف ہو۔

۲۶۔ شیعہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مسلمانوں کو دور قدیم و جدید میں جن مشکلات، جانی یا مالی نقصان کا سامنا کرنا پڑا ہے، وہ صرف ان دو چیزوں کا نتیجہ ہیں:

۱۔ اہل بیت علیہم السلام کو بھلا دینا جبکہ وہ درحقیقت قیادت کی لیاقت اور صلاحیت رکھتے تھے، اسی طرح ان کے ارشادات و تعلیمات کو بھلا دینا، بالخصوص قرآن مجید کی تفسیر ان سے ہٹ کر بیان کرنا۔

۲۔ اسلامی فرقوں اور مذاہب کے درمیان اختلاف، تفرقہ، اور لڑائی، جھگڑے۔

یہی وجہ ہے کہ شیعہ فرقہ ہمیشہ ملت اسلامیہ کی صفوں کے درمیان وحدت قائم

سے ہی جو سنت نبوی میں وارد ہوا ہے، اسے قولاً عملاً تسلیم کرتے ہیں، اور ان میں وہ حدیثیں ہیں جو رسول نے اہل بیت کے حق میں کہیں، اور شیعہ ان پر کما حقہ عمل پیرا ہیں، اور اس بات کی گواہی شیعہ کے عقائد، ان کی فقہ، اور ان کی حدیثوں کی کتابیں اس بات پر بہترین شاہد ہیں، اور اس سلسلے میں ابھی آخر میں ایک مفصل موسوعہ (معجم) بھی دس جلدوں میں شائع ہوئی ہے، جس میں رسول اسلام کی شیعہ منابع و مصادر سے روایتوں کو جمع کیا گیا ہے، جس کا نام ''سنن النبی'' ہے

کرنے کی دعوت دیتا ہے، اور تمام لوگوں کی طرف پیار و دوستی اور بھائی چارگی کا ہاتھ بڑھاتا ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ ان فرقوں و مذاہب کے احکام اور ان کے نظریات اور ان کے علماء کے اجتہاد کا بھی احترام کرتا ہے۔

چنانچہ اس راستہ میں شیعہ جعفری فقہاء، ابتدائی صدیوں سے ہی اپنی فقہی، تفسیری اور کلامی کتابوں میں غیر شیعہ فقہاء کے نظریات کا ذکر کرتے آئے ہیں، جیسے شیخ طوسی کی کتاب فقہ میں ''الخلاف'' شیخ طبرسی کی کتاب تفسیر میں ''مجمع البیان'' جن کی تعریف ازہر یونیورسٹی کے بزرگ علماء نے کی ہے۔

یا علم کلام میں نصیر الدین طوسی کی کتاب ''تجرید الاعتقاد''، جس کی تشریح عالم اہل سنت علاء الدین قوشچی اشعری نے کی ہے۔

۲۷۔ شیعہ جعفری فرقہ کے بزرگ علماء تمام اسلامی مختلف مذاہب کے علماء کے درمیان فقہ، عقائد اور تاریخی موضوعات میں گفتگو اور تبادلۂ خیال کی ضرورت پر زور دیتے ہیں، اور دور حاضر کے مسلمانوں کے مسائل کے درمیان تفاہم کی تاکید کرتے ہیں، اور تہمت و اتہام کے تیروں اور دشنام بازی سے فضا کو زہر آلود کرنے سے حتی الامکان اجتناب کرتے ہیں، تاکہ اسلامی ملت کے درمیان جو فاصلہ موجود ہے اور اس کی وجہ سے وہ متعدد حصوں میں بٹی ہوئی ہے، اس میں ایک منطقی قربت کی فضاء ہموار ہو، تاکہ اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں کا راستہ بند ہو جائے، جو ہمارے درمیان ایسی دراڑوں کی کھوج میں رہتے جن کے ذریعہ وہ بغیر کسی استثناء کے تمام مسلمانوں کو

نقصان پہنچا سکیں۔

اور اسی وجہ سے شیعہ فرقہ کسی بھی اہل قبلہ (مسلمان) کو کافر نہیں کہتا، کیونکہ شیعوں کا فقہی مذہب اور ان کا عقیدہ یہ ہے کہ کافر وہ ہوتا ہے، جس کے کفر پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہو، شیعہ اہل قبلہ سے دشمنی نہیں کرتے اور نہ ان پر قہر وغلبہ اور جبر واکراہ پسند کرتے ہیں اور شیعہ تمام اسلامی فرقوں اور مذاہب کے علماء کے اجتہاد کا احترام کرتے ہیں، اور جو شخص کسی دوسرے مذہب سے شیعہ مذہب میں آیا ہے اسکے تمام اعمال کو سقط تکلیف اور اسے بری الذمہ سمجھتے ہیں، کیونکہ جب اس نے اپنے مذہب کے مطابق نماز، روزے، حج، زکاۃ، نکاح، طلاق اور خرید وفروخت وغیرہ جیسے امور انجام دئے، لہذا گزشتہ فرائض کی قضا واجب نہیں، اسی طرح اس کے لئے تجدید نکاح وطلاق واجب نہیں، البتہ شرط یہ ہے کہ مذہب کے مطابق جاری ہوئے ہوں۔

اسی طرح شیعہ اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ بالکل اسی طرح رہتے ہیں جیسے کہ اگر وہ ان کے بھائی اور رشتہ دار ہوتے تو اس وقت بھی ان کے ساتھ ایسے ہی رہتے۔

لیکن شیعہ استعماری فرقوں کی تائید وتصدیق نہیں کرتے ہیں، جیسے بہائیت، بابیت اور قادیانی یا اس کی مانند دوسرے فرقے، بلکہ شیعہ ان کی مخالفت کرتے ہیں، اور ان سے محاربہ کرتے ہیں اور ان سے ہر قسم کے رابطہ کو حرام قرار دیتے ہیں۔

شیعہ (بعض اوقات، نہ کہ ہمیشہ) تقیہ کرتے ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے مذہب اور عقیدہ کو (کسی سبب کی بنا پر) پوشیدہ کیا جائے، اور یہ تقیہ نص قرآنی کے

مطابق ایک جائز امر ہے، اور اس پر تمام اسلامی مذاہب عمل کرتے ہیں البتہ جب کسی دشمن کے درمیان پھنس جائے (اور اظہار عقیدہ کی صورت میں یقینی طور پر خطرہ موجود ہو) تو تقیہ کیا جاسکتا ہے، اور یہ دو سبب کی بنا پر ہوتا ہے:

۱۔ اپنی جان کی حفاظت کی خاطر تا کہ اس کا خون رائیگاں نہ بہہ جائے۔

۲۔ وحدت مسلمین باقی رہے، اور ان کے درمیان اختلاف وافتراق پیدا نہ ہو۔

۳۸۔ شیعہ فرقہ سمجھتا ہے کہ آج مسلمانوں کے پیچھے رہ جانے کا سبب فکری، ثقافتی، علمی اور ٹکنالوجی کے میدان میں ان کا آپس میں اختلاف وتفرقہ ہے، اور اس کا علاج یہ ہے کہ خود مسلمان مرد اور عورتوں کے شعور کو بلند کیا جائے اور ان کی فکری، ثقافتی اور علمی سطح کی ترقی کیلئے علمی مراکز قائم کئے جائیں، جیسے یونیورسٹیاں، مدارس، ادارے، اور جدید علوم کے نتائج اور تجربات سے اقتصادی، آبادکاری، صنعت وحرفت کی مشکلات کو رفع کیا جائے، اور مسلمانوں کو میدان عمل اور خوشحال زندگی کی سرگرمیوں میں لانے کیلئے ان کے درمیان اطمینان ووثوق کی فضا پیدا کی جائے، تا کہ ان میں استقلال اور خود اعتمادی پیدا ہوسکے اور دوسروں کی خوش آمد اور ان کی اتباع سے محفوظ رہیں، اسی لئے شیعہ حضرات جہاں سے بھی گزرے اور جس جگہ سکونت اختیار کی وہاں انھوں نے علمی اور تعلیمی مرکزوں کی بنیاد رکھی، اور مختلف علمی میدانوں میں ان کے ماہرین کی تربیت کیلئے ادارے قائم کئے، اسی طرح انھوں نے ہر ملک اور شہر کی یونیورسٹیوں اور دینی مدارس میں داخلے لئے جس کے نتیجے میں وہاں سے زندگی کے ہر

شعبہ میں اعلی درجہ کے علماء اور اہل فن تعلیم سے فارغ ہوئے، اور جس کے بعد انھوں نے باقاعدہ علمی مرکزوں تک رسائی حاصل کی اور قابل قدر خدمات چھوڑیں۔

۳۹۔ شیعہ فرقہ اپنے علماء اور فقہاء سے تقلید کے ذریعہ ہمیشہ رابطہ میں رہتا ہے، اس لئے کہ وہ اپنے فقہی مشکلات میں ان علماء کی طرف رجوع کرتے ہیں، اور اپنی زندگی کے تمام مسائل میں ان علماء کی رائے پر عمل کرتے ہیں، کیونکہ فقہاء (ان کے عقیدے کے مطابق) آخری امام کے وکیل ہیں، اور اس کے عام نائب ہیں، یہی وجہ ہے کہ ہمارے علماء اپنے امور معاش و اقتصاد میں سرکاری حکومتوں پر اپنا دارو مدار نہیں رکھتے، اسی لئے ان کے علماء حضرات اس عظیم فرقے کے افراد کے درمیان وثاقت اور اعتماد کے عظیم اور عالی مرتبہ پر فائز ہوتے ہیں۔

اور اس فرقہ کے دینی علمی مدارس (جو علماء سازی کے مراکز ہیں) خمس وزکاۃ کے اموال سے اپنی اقتصادی حاجات کو پورا کرتے ہیں، جنھیں لوگ اپنے دلی میل ورغبت کے ساتھ، فقہاء کے حوالے کرتے ہیں، اور اسے نماز و روزے کی طرح ایک شرعی وظیفہ سمجھتے ہیں۔

اور شیعہ امامیہ کے نزدیک اپنی درآمد کے منافع (بچت) سے خمس نکالنا واجب ہے، جس پر واضح دلیلیں موجود ہیں، اور اس بارے میں کچھ روایات صحاح اور سنن میں بھی نقل ہوئی ہیں۔(۱)

---

(۱) بحث خمس سے متعلق شیعہ فقہاء کی استدلالی اور استنباطی کتابیں ملاحظہ فرمائیں۔

۴۰۔ شیعہ امامیہ فرقہ عقیدہ رکھتا ہے کہ مسلمانوں کا حق یہ ہے کہ ان اسلامی حکومتوں سے فائدہ اٹھائیں، جو کتاب وسنت کے مطابق عمل کرتی ہیں، اور مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں، اور دوسری حکومتوں سے مناسب اور مسالمت آمیز انداز میں رابطہ قائم کرتی ہیں، اور اپنی سرحدوں کی حفاظت کرتی ہیں، اور مسلمانوں کے ثقافتی، اقتصادی اور سیاسی استقلال کیلئے کوشاں رہتی ہیں، تاکہ مسلمان باعزت رہ سکیں، جیسا کہ اللہ تعالی نے چاہا ہے:

﴿وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾(۱)

اور عزت صرف خدا اور اس کے رسول اور مومنین کیلئے ہے۔

اور خدا نے فرمایا:

﴿وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾(۲)

خبردار سستی نہ کرنا اور مصائب پر محزون نہ ہونا اگر تم صاحب ایمان ہو۔

اور شیعہ فرقہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اسلام (کیونکہ وہ کامل اور جامع دین ہے اس لئے) کے پاس حکومتی نظام سے متعلق ایک دقیق راہ وروش اور دستور العمل موجود ہے، لہذا عظیم ملت مسلمہ کے علماء پر یہ لازم ہے کہ وہ اس کامل نظام کو عملی جامہ پہنانے کیلئے باہم بیٹھ کر گفتگو کریں تاکہ اس امت کو پریشان حالی اور سرگردانی اور کبھی تمام نہ ہونے

---

(۱) سورہ منافقین، آیت ۸۔

(۲) سورہ آل عمران، آیت ۱۳۹۔

والی مشکلات سے باہر نکالیں اور اللہ ہی ناصر ومددگار ہے۔

﴿إِنْ تَنصُرُوا اللهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ﴾(۱)

اگر تم نے خدا کی مدد کی تو خدا تمھاری مدد کرے گا اور تمھیں ثابت قدم رکھے گا۔

یہ شیعہ امامیہ (جسے جعفری فرقہ بھی کہا جاتا ہے) کے نزدیک: عقائد اور ان شریعت کے اہم خدوخال تھے جنھیں میں نے آپ کے سامنے بالکل واضح اور روشن سطروں میں پیش کر دیا۔

اس فرقہ کے لوگ اس وقت اپنے دیگر مسلمان بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ تمام اسلامی ممالک میں زندگی بسر کرتے ہیں، اور مسلمانوں کی عزت وآبرو، اور ان کے سماج اور معاشرے کی حفاظت کے لئے حریص ہیں، اور اس راہ میں اپنی جان ومال اور شخصیت تک کو قربان کرنے کیلئے آمادہ نظر آتے ہیں۔

---

(۱) سورۂ محمد/۷